1627

یہ کتاب نیز ہر قسم کی کتب طلب فرمائیں:- مینجر خواجہ بک ایجنسی چوک نواب صاحب لاہور

یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ پ ۶ ع ۱۴

بعونہ وصونہ تعالیٰ

یہ وہی تین گھنٹہ کی معرکتہ الآراء مکمل تقریر موعظۂ غدیر
ہے جو ۱۸ ماہ ذیحجۃ الحرام کو امام باڑہ خواجگان نارووالی
محلہ چہل بیبیاں اندرون اکبری دروازہ لاہور
میں عالیجناب حجۃ الاسلام والمسلمین نائب الائمۃ المعصومین صدر المفسرین
سرکار شریعتمدار علامہ السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان
دام ظلہٗ نے تقریباً پانچہزار کے مختلف المذاہب مجمع عام میں حدیث غدیر
بیان فرماتے ہوئے متعدد کتب اہلسنت کی عبارتیں پڑھ کر سنائیں اور تبلیغ
رسالت غدیر خم کا نقشہ دکھا کر قلوب مخالفین پر ہمیشہ کیلئے کبھی نہ ٹوٹنے والی مُہر لگا دی

الموسوم بہ

موعظۂ غدیر

جسکو

حسب درخواست اراکین شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی
لاہور ایدہم اللہ تعالیٰ لمرضاتہ
ذرۂ بیمقدار سید محمد رضی الرضوی القمی نے یہی بلیغ ترتیب دیا
اور سارے
بغرض استفادہ عامہ اہل اسلام شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی
نے شائع کیا
ماہ جنوری ۱۹۲۳ء میں

مطبوعہ دیش سٹیم پریس لاہور باہتمام لالہ بوٹا رام لکھینا چھپا

قیمت فی کاپی ۵/
بار اول اشاعت جلد ۱۰۰۰

التماس

ناظرین گذشتہ چند سالوں سے کہا جاتا ہے کہ مسلمانان عالم اپنی شان کے اوجِ کمال سے گر کر تحت الثریٰ
نیستی میں پڑے ہیں اور اس انحطاط ملی کو خالص دینی پستی سے تعبیر کیا جاتا ہے لاہور کی انجمن معین الاسلام
اور وائیق الاصلاح غالباً اسی انحطاط ملی کی اصلاح کے لئے وجود عمل میں آئیں ہیں جس کے
لئے ان کے لیڈروں نے ان سے استخانہ کیا تھا کہ اتحاد کرو۔ یہ گروہ۔ وہ گروہ۔ اہل ہنود سے تو ایک گونہ
اتحاد انہوں نے کر بھی لیا تھا مگر شیعوں سے اتحاد کے موجودہ قلعہ کو بھی منہدم اور تباہ کر دیا اور نہایت
غیر فرقہ وارانہ طریق پر جس گروہ (شیعوں) کے ساتھ انکا خدا ایک رسول ایک قرآن واسلام ایک قبلہ
کعبہ ایک۔ حملے کرنے شروع کر دیئے۔ "دعوت صلح"۔ "شیر و شکر" اور "اتحاد ملت" رسالجات یکے بعد دیگرے
شائع کر کے امن پسند شیعوں کی دل آزاری کی۔ تعزیہ داری۔ یادگار مظلوم کربلا کو مٹانے میں سارا
زہر سنیت کا اگلدیا۔ اس لئے مجبور ہو کر شیعوں کو بھی مہذب اور متین پیرایہ علمی تحریراً و تقریراً اختیار
کرنے کے سواء اس غلط فہمی کے ازالہ کرنے کے لئے کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا۔

اس میں شک نہیں کہ انسانیت اور شرافت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم خندہ پیشانی سے کمزور اور
قلیل التعداد جماعتوں کو مذہبی آزادی دیں اور ان کو اس بات کا حق دیا جائے کہ وہ اپنے اعتقاد
کے مطابق اعمال بجالائیں اور یہی ہماری مہربان اور محسن برٹش سلطنت کا بھی قانون ہے کہ
ہر ایک متنفس کو مذہبی آزادی حاصل ہو مگر شیعوں پر یہ طعن کیا جاتا ہے کہ وہ مظلوم کربلا کی تعزیہ
داری پر کیوں روتے اور امیر المومنین علیؑ کے یوم انعقاد خلافت و ولیعہدی (عید غدیر) کو کیوں
ہنستے اور خوشی مناتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ شیعوں کے مقابلہ میں خانقاہوں پر رقص و
سرود کی محفلیں قائم کرنا۔ حال کھیلنا۔ پیر پرستی۔ قبر پرستی کرنا کیا بدعت نہیں ہے۔ مگر آج تک
کسی شیعہ نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ عین یوم چہلم امام مظلوم کو لاہور میں داتا گنج بخش کے دربار
پر میلہ کیوں کیا جاتا ہے اور ناچ رنگ کیوں ہوتا ہے پھر عید غدیر کو ہمارے خوشی منانے پر آپ کو
اعتراض کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ عید غدیر منانے پر یہ ناسمجھ دونوں انجمنیں
اگر مخالفت نہ کرتیں تو اس قدر جلد غیر معمولی ترقی یہ عید نہ کرتی۔ مگر ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
غرض ان کی طفلانہ اور خود غرضانہ حرکتوں نے دنیا کو ثابت کر کے دکھا دیا کہ آج ایران کے بعد
دوسرے درجہ لاہور میں عید غدیر منائی جانے لگی۔ یہ سب برٹش سلطنت کی برکات
ہیں جس کی ظل عطوفت اور سایہ مکرمت میں شیعوں کو بھی اپنی مذہبی خاص عید
تیرہ سو برس بعد منانے کا موقع ملا (سایہ ات پائندہ باد) رضی الرضوی

تبصرہ۔ ہندوستان کے تمام مذاہب پر نظر ڈالئے کوئی بھی ایسا بد نصیب فرقہ نہ ملیگا جس نے اپنے مذہب
کے تحفظ و اشاعت کے لئے باقاعدہ مشن کا انتظام نہ کیا ہو۔ خاصکر آریوں احمدیوں کی جماعتوں
کو دیکھئے کہ انہوں نے چند روز کے عرصہ میں کیا کچھ ترقی نہ کرلی یہ صرف ان کے مشنریوں کی بدولت
کامیابی حاصل ہوئی ہے اور ایک ہم ہیں کہ سوائے باتیں بنانے کے کچھ نہیں کر سکتے۔ در اصل ہم لوگ
خواب دیکھ رہے ہیں یہ مسئلہ جیسا ضروری اور اہم ہے اسیقدر ہم خواب غفلت میں سو رہے ہیں افسوس
لہذا اسی غرض مجلس منتظمہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی نے اپنے ایک جلسہ میں یہ ریزولیوشن
پاس کیا ہے کہ چونکہ پنجاب شیعہ مشن عرصہ سات سال سے لاہور میں قائم ہے اور اس نے اتنے عرصہ میں
حتی المقدور دینی خدمات بھی کی ہیں اس لئے مناسب یہی ہے کہ اس کے سلسلہ کو وسیع کیا جائے
تاکہ بیرون جات میں بھی تبلیغ ہو سکے۔ لہذا میں جملہ مومنین کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ
قصبہ یا گاؤں یا شہر کے مومنین کی مکمل فہرست روانہ فرما کر اجر عظیم کے مستحق ہوں یہ یاد رہے کہ
چندہ صرف آٹھ آنہ اور داخلہ ممبری صرف دو آنہ ہوگا اور پنجاب شیعہ مشن کے مطبوعہ اغراض و مقاصد

آپکا خادم حکیم شیخ بہادر حسین آنریری سیکرٹری ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی

جلسۂ غدیر کا انعقاد

لاہور کے شیعہ احباب میں یہ مبارک و سعید روز جس طرح سے منایا جاتا تھا اس کی تفصیل بخوف اس سے زیادہ نہ ہوگا کہ مومنین مطلقاً مثل اور تیوہاروں کے ہنسی کھیل میں مشغول رہ کر گذار دیتے تھے اور اصل مطلب ایسے دینی اور مذہبی مراسم کا بالکل مفقود کر دیتے تھے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ دینی ترقی کے لئے مجالس عزا جسطرح سے کارآمد ثابت ہوئی ہیں اگر ان مواقع کو بھی عظیم الشان شہرت ہو جائے تو پھر قوم کو کسی تبلیغی جد و جہد کی ضرورت نہ رہے۔ مثلاً عید غدیر۔ عید مباہلہ۔ عید نوروز وغیرہ دیگر ایسی ہی متفق علیہ مراسم مذہبی کو ترقی و عروج دینا یا ان کی طرف سے بے خبر و بے پرواہ رہنا فرقۂ حقہ کے لئے موجب شرم اور ناقابل تلافی فروگذاشت متصور ہوگا۔ پھر ایسی صورت میں جبکہ دوسرے فرقہا کے مقابلہ میں ہم خواب غفلت کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس کمزوری کو دور کرنے کی غرض سے عرصہ چار سال سے لاہور میں ینگ مین ایسوسی ایشن نارووالی نے ان تمام مذہبی تیوہاروں کو اصلی اسلامی طریقہ پر پبلک کے سامنے پیش کرنے کا عزم بالجزم کیا ہے جو ہر طرح سے اپنے نیک ارادے میں کامیاب ہو رہی ہے۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ دیگر فرقہ ہائے اسلام عام طور پر بنظر استحسان ملاحظہ فرما کر ہماری کارگذاری کی داد دے رہے ہیں چنانچہ حسب دستور سنین ماضیہ امسال بھی سوسائٹی کی جانب سے ۱۸ ماہ ذوالحجۃ الحرام ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۳ ماہ اگست ۱۹۲۲ء بروز یک شنبہ (اتوار) دن کے دو بجے امام باڑہ خواجگان نارووالی لاہور میں جلسۂ غدیر کا انعقاد ہوا ۸ یوم پیشتر سوسائٹی کی جانب سے حسب معمول عام طور پر ایک نہایت پر معانی اور مزین پوسٹر طبع ہو کر تمام شہر کی دیواروں پر چسپاں کر دیا گیا۔ اور بیرون جات میں اشاعت کی گئی اور جملہ اہل اسلام کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ نقل اشتہار ملاحظہ ہو

مندرجہ صفحہ ب

غدیر خم میں اکملت لکم نازل ہوئی جسدم　　علی حکمِ خدا سے جانشینِ مصطفےٰ ٹھہرے

جلسۂ

انعقادِ خلافتِ حقہ

قطعہ

دین و دنیا میں ترا کوئی نہیں مولا نظیر　　سب گدا ہیں تیرے در کے کیا غریب کیا امیر
جانشینِ مصطفےٰ جسدن ہوا تو یا علیؑ　　پھر وہ دن آیا مبارک آج ہی عیدِ غدیر
خارجی جو ہیں نہیں ان سے گلا اصلا مجھے　　آئیں اس محفل میں وہ جو ہیں ترے در کے فقیر
نورِ الفت کا تری جس دل میں جلوہ ہی نہیں　　خارجی و ناصبی بیشک وہ ناری ہی شریر

حضرات اہل اسلام بالتخصوص پیشوان حیدر کرار سے پوشیدہ نہیں کہ ۱۸ ماہ ذی الحجۃ الحرام کا یوم سعید مذہبی نقطۂ نگاہ سے بہت مبارک ہی کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں بہرحال خاص و عام کی آگاہی کیلئے بار ثانی بطور یاددہانی مطلع کیا جاتا ہی کہ بتاریخ ۱۸ ذی الحجۃ الحرام سرتاجِ انبیا باعث ایجاد ارض و سما بادشاہِ یثرب و بطحا جناب محمد مصطفےٰؐ نے خدای علی علام کے حکم سے حجۃ الوداع سے مراجعت فرماتے ہوئے مقام خم غدیر میں حضرتِ امیر مومناں مولائے متقیان جناب علی ابن ابی طالب غالب کل غالب اسد اسد الغالب کو بنا بر روایت ایک لاکھ چوبیس ہزار کے مجمع میں اپنا خلیفۂ برحق و وصی مطلق قرار دیا۔ بعد تعمیل ارشاد باری حضور والا حشم منبع جود و کرم نے اس اہم بالشان تکمیل سے فراغت پائی اسیوقت حضرت جبرئیل منجانب رب جلیل آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم خدمت میں لے کر نازل ہوئے جسکا خلاصہ یہ تھا کہ اے میرے حبیب آج کے دن میں نے تیرے دین کو کامل و اکمل کیا اتمام نعمات کیں اور میں تیرے دین اسلام سے راضی ہوا فرمایئے حضرات جن کے مولا کی یہ شان یہ عظمت اور یہ بزرگی ہو کیا ان پر واجب نہیں کہ ان کے کارناموں اور ان کی بہترین یادگار کو زندہ رکھا جائے ہاں ضرور مومنین کو اس یوم موفور السرور کی تقریب میں آپس میں بصورت انبساط ملنا مصافحہ و معانقہ کرنا۔ خوشبو لگانا۔ لباس پاکیزہ پہننا جلسے قایم کرنا لازم اور موجب اجر عظیم ہی اس لئے کہ یہ عید کا دن ہے اس روز خصوصیت کے ساتھ جناب امیر المومنین کے جانشین رسولؐ ہونے کی آپس میں مبارکباد کہنا مومنین کے

فرض میں داخل ہے۔ کیونکہ ان ذرائع سے ترقی مذہب اور تبلیغ دین حق ہوا کرتی ہے۔ غرضیکہ یہ احکام بھی اسی طرح بجا لائے جائیں جس طرح احکام نوروز کو بجا لایا جاتا ہے یہ روز اور نوروز ایک ہی تقریب ہے۔ غدیر بحساب قمری اور نوروز بحساب شمسی یوم خلافت علیؑ ہے۔

چنانچہ حسب دستور منجانب ینگ مین سوسائٹی خواجگان فرقہ حقہ اثنا عشریہ و دیگر فرقہ اسلامیہ کو اس مبارک جلسہ کی شمولیت کے لئے دعوت دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۱۳ اگست ۱۹۲۲ء مطابق ۱۸ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۰ھ بروز اتوار ۲ بجے بعد از دوپہر امام باڑہ خواجگان نارووالی واقعہ محلہ چہل بیبیاں میں مجلس تہنیت منعقد ہوگی اور تین بجے جناب سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام تاج الشیعہ منہاج الشریعہ محی الملت والدین مولانا مولوی آغا سید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان جلوہ افروز منبر ہو کر اپنے عالمانہ کلام استدلال سے عید غدیر کی وجہ تسمیہ اور آیہ بلغ کی تفسیر و آیہ الیوم کے حقائق معارف پر وعظ فرمادیں گے نیز حضرت خلیفہ ثانی کا یوم مذکور کو یوم السرور منانا اکابر اہلسنت کی مستند کتب سے ثابت کرینگے پس جملہ اہل اسلام و جمیع مومنین ذوالاحترام کی خدمت میں اطلاعاً گذارش ہے کہ اس اسلامی مجمع میں معہ احباب بپابندی وقت تشریف لا کر حق و باطل کی تصدیق فرما کر اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

انتباہ۔ چونکہ شیعوں کو بھی مذہبی آزادی کا حق اسی طرح حاصل ہے جس طرح دیگر اقوام کے لوگ اپنے مذہبی رسم و رواج کو ادا کر رہے ہیں اس لئے مومنین کو لازم ہے کہ بتاریخ ۱۳۔ اگست ۱۹۲۲ء مطابق ۱۸ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۰ھ بروز اتوار شب کو اشاعت دین حق کے لئے ویسے ہی اپنے محلوں مکانوں دوکانوں میں چراغاں کریں جیسے اسی مولا کی ولادت کی تقریب میں روشنی کرکے اپنی قوت ایمانی کا ثبوت دیا تھا۔ وما علینا الا البلاغ

متمسک و الثقلین

حکیم شیخ بہادر حسین آنریری سیکرٹری ینگ مین سوسائٹی

خواجگان نارووالی موچی گیٹ لاہور

نوٹ۔ امام باڑہ خواجگان نارووالی میں ہر قمری مہینہ کی نویں شب کو علمائے دین کا وعظ ہوا کرتا ہے مومنین تشریف لا کر ثواب دارین حاصل کیا کریں۔

لہٰذا قبل از وقت سامعین جلسہ امام باڑہ خواجگان میں جوق جوق آنے شروع ہو گئے شیعہ حضرات کے علاوہ دیگر مختلف فرقوں کے لوگ بھی تشریف لے آئے پورے دو بجے حاضرین کی تعداد ہزاروں کے قریب تھی امام باڑہ کا وسیع میدان ناکافی ثابت ہوا غرضیکہ ٹھیک دو بجے جلسہ گاہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ گرد و نواح کی گیلریوں میں مستورات کی کافی تعداد اس عدیم النظیر علمی مجلس سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے موجود تھی ٹھیک دو بجے حضور قبلہ حضرت جناب علامہ آغا حائری صاحب مد ظلہ تعالیٰ رونق افروز جلسہ ہوئے آپ کے آتے ہی درود و صلوٰۃ کے نعروں نے گنبد افلاک کو ہلا دیا آپ تین بجے جلوہ افروز منبر ہوئے اور اپنی فصیح البیانی و قادر الکلامی سے خطبہ کو تلاوت فرمایا جو کہ اپنے لفظوں میں نہایت بلیغ اور بہت مدلل تھا جس کا ایک خاص اثر سامعین کے قلوب پر ہوا۔ بعد اس کے حضور فیض گنجور نے اصل مطلب کی طرف رجوع فرمایا اور اپنی جامع تقریر میں تمام شرعی پہلو لیتے ہوئے اس یوم سعید کی خوبی اور فضیلت کو آیات قرآنی و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فصاحت و بلاغت کے ساتھ روشن فرمایا۔ الغرض قبلہ و کعبہ نے جن جن رموز و نکات کو بیان فرمایا وہ ممکن نہیں کہ یہاں مجھ جیسے ہیچمدان سے بیان ہو سکیں ہر ایک امر کو آئمہ اہلسنت کی مستند کتب سے ثابت کیا رسالہ کے مطالعہ سے آپکو بخوبی معلوم ہو جائیگا بعد اس کے یہ قومی اور مذہبی تہوار کا جلسہ نہایت خوش اسلوبی سے پورے ۶ بجے دعا پر ختم ہوا اور سلطنت برطانیہ کی سلامتی و ترقی اقبال کے لئے دعا فرمائی اس جلسہ اور محققانہ تقریر کا یہ نمایاں نتیجہ ہوا کہ تعلیم یافتہ طبقہ عموماً متاثر نظر آنے لگا۔ غرض ۸ ذی الحجۃ الحرام بوقتِ شام اسی یوم کی تقریب میں بڑے زور شور اور خلوصِ عقیدت سے تمام شیعان لاہور نے چراغانہ کر کے مخالفین دین اسلام کو اپنی قوت ایمانی کا ثبوت دیا اور اسی طرح ہر سال شیعان لاہور ایسی تقاریب پر جلسے کرتے خوشی مناتے اور چراغانہ کر کے اپنے دین کو ترقی دیتے ہیں کیا بیرون جات کے مومنین کا فرض نہیں ہے کہ وہ بھی اسی طرح ان ایام (عید نوروز۔ عید مباہلہ۔ عید غدیر) کی تقریب میں جلسے کریں خوشی منائیں اور چراغانہ کر کے اجر عظیم و ثواب حاصل کریں۔

المشتہر

حکیم شیخ بہادر حسین آنریری سیکرٹری ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور

باسمہ سبحانہٗ

مقید تمہید

قبلہ و کعبہ صدر المفسرین سرکار علامہ حائری مجتہد العصر والزمان دام ظلہ نے
امام باڑہ خواجگان لاہور میں بروز عید غدیر مورخہ ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۳ھ زیب منبر ہوتے ہی پہلے
حجازی لب ولہجہ میں فصیح و بلیغ ایک عربی خطبہ مشتمل بر توحید خدا و نعت مصطفےٰ اور فضائل ائمہ
ہدےٰ علیہ السلام پڑھا جس سے حاضرین بلا مبالغہ عالم وجد میں تھے اس کے بعد مختلف المذاہب
مجمع عظیم کو مخاطب فرماتے ہوئے حسب ذیل ارشاد کیا۔

حضرات میں اس وقت اسی جلسہ غدیر میں اسی نقشہ کو آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں
جسکو کہ آج ہی کے روز بمقام غدیر خم سید الرسل ہادی السبل پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے
امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خلافت ۔ امامت او وصایت کی
تبلیغ اور تشہیر کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ مگر اس مسرت بخش و بہجت افزا واقعہ
کو بیان کرنے سے پہلے تمہید کے طور پر آپ کی خدمت میں ایک نہایت ضروری گذارش کرنا
چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ نظر عمیق سے اس میں غور فرما کر کسی مفید نتیجہ تک آسانی کے ساتھ
پہونچ سکیں گے وہ یہ ہے کہ حضرت آدمؑ سے لیکر خاتم صلعم تک جس قدر انبیاء گذرے ہیں
ان کے نائب ۔ ان کے خلیفے ان کے وصی آیا اجماع سے مقرر ہوئے ہیں یا النص سے سنیوں
کے عقیدہ کے مطابق اگر اجماع سے مقرر ہوتے ہیں پھر تو خلفاء ثلثہ کی خلافت اجماعیہ برحق۔
اور شیعوں کا عقیدہ خلافت بالنص باطل ہوگا اور اگر کسی پیغمبر کا خلیفہ اجماع سے مقرر نہیں
ہوا ہے بلکہ کل انبیاء کے خلیفے صرف نص کے ذریعہ سے ہی مقرر ہوئے ہیں تو پھر کوئی وجہ
نہیں ہے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا خلیفہ تمام نبیوں کی سنت اور طریقہ مجربہ کے خلاف کیوں
صحیح مان لیا جائے ۔ اس بناء پر لازماً شیعوں کا عقیدہ برحق اور اجماعی خلافت باطل قرار
پائے گی اسی غرض سے خلفاء انبیاء سلف کا تقرر کتب معتقدہ اہل سنت سے نیچے میں پیش کرتا ہوں
غور سے سماعت فرمائیں ۔

آدم علیہ السلام کے خلیفہ کا تقرر

فرمایا دوستو ، حضرت آدم صفی اللہ نے جناب شیث ہبتہ اللہ اپنے فرزند کو اپنا
خلیفہ اور وصی خود مقرر کیا ہے جیسا کہ کتاب روضتہ الصفاء مطبوعہ نولکشور جلد اول
صفحہ ۱۲ میں ہے کہ ۔ "وشیث را کہ افضل واجمل فرزندان بود وصی و ولیعہد خویش ساختہ بر
ایشاں والی گردانید"
تاریخ کامل مطبوعہ مطبع ذات التحریر مصر ۔ جلد اول صفحہ ۱۷ میں علامہ ابن اثیر نے بھی الیا
ہی لکھا ہے کہ "هو وصی آدم" ۔ کہ وہی شیث آدم کا وصی مقرر ہوا ۔ تاریخ ابن الوردی

مطبوعہ مطبع وہبیہ مصر کے صفحہ ۹ کو بھی ملاحظہ فرمالیں اس میں بھی ایسا ہی مرقوم ہے۔

شیث کے وصی کا تقرر

فرمایا کہ اس طرح حضرت شیث نے بھی اپنے فرزند حضرت انوش کو اپنا خلیفہ وصی اور ولی عہد خود ہی مقرر فرمایا جیسا کہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۹ میں علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے ان شیثا لما مرض اوصی الی ابنہ انوش ومات انتہی بلفظہ یعنے جسوقت حضرت شیث بیمار ہوئے تو وصی کیا اپنے بیٹے انوش کو اور انتقال فرمایا اسی طرح۔ روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے وچوں شیث را ہنگام رحلت نزدیک آمد انوش را وصی گردانیدہ زمام حل وعقد امور بنی آدم را در قبضۂ کفایت او نہاد۔ انتہے بلفظہ

حضرت انوش کے وصی کا تقرر

فرمایا کہ حضرت انوش نے بھی سنت سلف کے مطابق اپنے بیٹے قینان کو خود ہی اپنا وصی مقرر کیا جیسا کہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۰ میں علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے۔ کہ دالیہ الوصیۃ یعنے انوش نے قینان اپنے بیٹے کی خلافت اور وصایت کی طرف وصیت کی روضۃ الصفاء مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے کہ قینان بن انوش بنابر وصیت پدر بریاست بنی آدم تعلق بدو گرفت انتہے بلفظہ۔

حضرت قینان کے وصی کا تقرر

ارشاد کیا کہ اب قینان کے وصی کا تقرر بھی سن لو۔ آپ نے بھی اپنے فرزند حضرت مہلائیل کو خود خلیفہ اور وصی مقرر کیا۔ جیسا کہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۰ میں مرقوم ہے وولد قینان مہلائیل ونفرا کثیرا معہ والیہ الوصیۃ یعنے قینان کے بیٹے مہلائیل تھے اور ان کے ساتھ اور بہت سی اولاد تھی اور وصیت انہیں مہلائیل کی طرف تھی روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۱۵ میں ہے۔ مہلائیل بن قینان بموجب اشارت پدر حکومت عالمیان بدو قرار گرفت انتہے بلفظہ

حضرت مہلائیل کے وصی کا تقرر

فرمایا کہ جناب مہلائیل نے بھی اپنے بیٹے یرد کو اپنا وصی مقرر کیا چنانچہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۰ ابن اثیر نے لکھا ہے وولد مہلائیل یرد وھو الیارد ونفرا معہ والیہ الوصیۃ یعنے مہلائیل کے بیٹے یرد تھے اور ان کو یارد بھی کہتے تھے اور بھی بیٹے تھے۔ مگر وصیت انہیں یرد کی طرف تھی۔

حضرت یرد کے وصی کا تقرر

ارشاد کیا کہ اسی طرح جناب یرد نے حضرت ادریس کو اپنا خلیفہ اور وصی خود مقرر کیا جیسا کہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۰ میں مرقوم ہے فولد یرد حنوخ وھو ادریس النبی

ونفرا معه والیه الوصیته انتہے بلفظ یعنے یرد کے فرزند حنوخ تھے اور انہیں کا نام ادریس پیغمبر تھا اور بیٹے بھی تھے مگر وصیت ادریس ہی کی طرف تھی۔

حضرت ادریس کے وصی کا تقرر

فرمایا سنتے ہو جناب ادریس نے بھی اپنے فرزند متوشلخ کو خود ہی اپنا خلیفہ اور وصی مقرر کیا جیسا کہ تاریخ کامل نے اسی صفحہ میں لکھا ہے وولد حنوخ متوشلخ ونفرا معه والیه الوصیته انتہے بلفظ یعنے حنوخ جو ادریس کے نام سے مشہور ہے۔ کے بیٹے متوشلخ تھے۔ اور اور بھی بیٹے تھے مگر انہیں متوشلخ کی طرف وصیت تھی اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ میں ہے فعاش بعد ما ولد متوشلخ ثلاثمائة سنة ثم رفع واستخلفه حنوخ علی امر ولده و امر اللہ یعنے پس دنیا میں رہے ادریسؑ بعد پیدائش متوشلخ کے تین سو برس بعد اس کے اٹھائے گئے آسمان پر اور خلیفہ کیا انہیں متوشلخ کو حنوخ یعنے ادریس نے اپنی اولاد کے امور میں اور خدا کے امور میں۔

حضرت متوشلخ کے وصی کا تقرر

فرمایا سنتے ہو جناب متوشلخ نے بھی اپنے فرزند لمک کو خود اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا جیسا کہ تاریخ کامل کے صفحہ مذکورہ میں مرقوم ہے فکان کل ما عاش متوشلخ تسعمائة سنة وسبعًا وعشرین سنة ثم مات واوصی الی ابنه لمک فکان لمک یعظ قومه انتہے بلفظ یعنے جناب متوشلخ کی عمر نو سو ستائیس ۹۲۷ برس کی ہوئی بعد اس کے انتقال کیا اور اپنے بیٹے لمک کو وصی کیا پس لمک اپنی قوم کو وعظ کرتے تھے (واضح ہو کہ یہ لمک حضرت نوح علیہ السلام کے والد ہیں اور ان کو لامک اور لامخ بھی کہتے ہیں۔)

حضرت نوح کے وصی کا تقرر

فرمایا۔ جناب نوح علیہ السلام نے حضرت سام اپنے بڑے بیٹے کو اپنا خلیفہ اور وصی خود مقرر کیا ہے چنانچہ تاریخ کامل اسی صفحہ ۲۶ میں مرقوم ہے لما حضرت نوحا الوفاة قیل له کیف رایت الدنیا قال کبیت له بابان دخلت من احدهما وخرجت من الاخر واوصی الی ابنه سام وکان اکبر ولده انتہے بلفظ یعنے جس وقت حضرت نوح وفات پانے لگے تو کسی نے پوچھا کہ آپ نے دنیا کو کیسا دیکھا فرمایا ایک ایسے گھر کی مانند پایا جس کے دو دروازے ہوں داخل ہوا میں ایک دروازے سے اور نکل گیا دوسرے دروازے سے اور وصی کیا آپ نے اپنے فرزند حضرت سام کو جو سب سے بڑے فرزند تھے۔ روضۃ الصفا مطبوعہ لکھنؤ در جلد اول صفحہ ۲۲ میں ہے کہ سام بن نوح از کبار انبیاء مرسل است و حضرت نوح چون او را از دیگر فرزندان بود خردمندی و کمال ارشدی و کثرت دانش و فراست تمام و صلاحیت نفس و نجابت ذات مشتغل و ممتاز یافت مرتبہ ولیعہدی و خلافت بدو تفویض فرمود و اسرار

وغو امض رسالت باوے درمیان بہاد و سائر اولاد را بمتابعت او وصیت کرد انتہے بلفظہ

حضرت ابراہیمؑ کے وصی کا تقرر

ارشاد کیا دو سنو یاد رکھنا کہ جناب خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے اسحاق کو خود ولی عہد اور خلیفہ کیا جیساکہ روضۃ الصفاء مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۴۲ میں یوں مرقوم ہے - چوں باری تعالےٰ انعمتہاے دینی و دنیوی برابراہیم تمام کرد و جزایل انعام و افضال در بارۂ او بہ تکمیل رسانید قابض ارواح را نجد منتش فرستاد و گفت اگر اجابت فرماید روح پاک او را قبض کن والا بمقام خود باز گرد ملک الموت بمقتضاے فرمان بہ مجلس او حاضر گشت وصورت واقعہ معروض داشت - ابراہیم مہلتے درمیان بہاد و میعادے تعین نمود و بکفایت بعضے مہمات دینی و دنیوی کہ سر انجام آن در نظر بصیرت از ضروریات بود مشغول شد اسحاق را در دیار شام ولی عہد و خلیفہ گردانید فرمایا - شام میں ولی عہد اس کو مقرر کرنے کی اس لئے تخصیص ہوئی کہ عرب میں جناب اسمٰعیل فرزند اکبر کو خلیفہ اور ولی عہد قرار دے چکے تھے -

حضرت اسمٰعیلؑ کے وصی کا تقرر

ارشاد کیا کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام نے اپنے فرزند قیدار کو خود اپنا خلیفہ وصی اور ولی عہد مقرر کیا ہے جیساکہ روضۃ الصفا مذکور صفحہ ۴۴ میں مرقوم ہے چوں اسمٰعیل در آخر ایام حیات خویش آثار شیب وضعف مشاہدہ نمود قیدار را وصی و ولی عہد خویش گردانید انتہے بلفظہ

حضرت اسحاقؑ کے وصی کا تقرر

فرمایا حضرت اسحاق نے حضرت یعقوب کو خود اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے - اس ولی عہد کے تقرر کے متعلق سینوں نے عجیب وغریب قصہ اپنی تواریخ میں درج کیا ہے ضیق وقت کے خیال سے میں سفارش کرتا ہوں کہ روضۃ الصفاء مذکور کے صفحہ ۵۴ کو آپ ضرور ملاحظہ فرمائیں گے -

حضرت یعقوبؑ کے وصی کا تقرر

فرمایا کہ اسی طرح جناب یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے یوسفؑ کو خود ہی اپنا خلیفہ وصی اور ولی عہد مقرر کیا ہے چنانچہ روضۃ الصفا مذکور کے صفحہ ۶۰ میں مرقوم ہے - چوں اسرائیل دانست کہ از دست عمر اجل پیاسے فرار و مجال قرار متصور نیست فرزندان خود را بخواند و شرائط وصیت بجا آورد و یوسف را وصی و ولی عہد خود گردانید انتہے بلفظہ

حضرت ایوبؑ کے وصی کا تقرر

ارشاد کیا جناب ایوب علیہ السلام نے بھی اپنے فرزند حومل کو اپنا وصی اور ولی عہد کیا جیسا کہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول کے صفحہ ۷۴ میں علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے ان عمر ایوب کان ثلاثا وتسعین سنة وانه اوصی عند موته الی ابنه حومل انتہٰی بلفظہ یعنے حضرت ایوب کی عمر ترانوے برس کو پہونچی اور اپنی وفات کے وقت اپنے فرزند حومل کو اپنا وصی اور ولی عہد کیا روضۃ الصفاء مذکور کے صفحہ ۷۳ میں ہے۔ "در آخر ایام حیات وقریب وفات حومل را کہ ارشد اولاد او بود وصی و ولی عہد خویش گردانید" انتہٰی بلفظہ۔

حضرت موسیٰ کلیم کے وصی کا تقرر

فرمایا دوستو سنتے ہو، جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون کو خلیفہ اور جانشین مقرر کیا ہے۔ جیسا کہ روضۃ الصفاء مذکور کے صفحہ ۸۷ میں مرقوم ہے "وچوں صباح روز ہشتم کہ غرہ نیساں بود طالع شد حضرت موسیٰ ہارون را طلب کردہ امامت و خلافت خود را باو تفویض فرمود وآں شغل را بحسب وصایت در نسل او بطناً بعد بطن مقرر گردانید" انتہٰی بلفظہ چونکہ جناب ہارون کا انتقال موسےٰ کے سامنے ہو گیا تھا۔ لہٰذا موسےٰ نے حضرت یوشع بن نون کو قریب وفات اپنا خلیفہ اور ولی عہد مقرر کیا جیسا کہ روضۃ الصفاء مذکور جلد اول صفحہ ۹۳ میں مرقوم ہے کہ "در روز ہفتم آذر قوم را احضار کردہ مجلسے عظیم ساخت و یوشع را خلیفہ و وصی گردانید" انتہٰی بلفظہ (آذر مہینے کا نام ہے۔ اور مہینہ کی ساتویں تاریخ کو موسےٰ نے یوشع کو اپنا خلیفہ مقرر کیا)

حضرت کالب کے وصی کا تقرر

فرمایا حضرت کالب بن یوقنا نے اپنے فرزند یوساموس کو خود اپنا خلیفہ اور ولی عہد کیا جیسا کہ روضۃ الصفاء مذکور کے صفحہ ۹۷ میں مرقوم ہے۔ "وچوں امارت ارتحال مشاہدہ فرمود یوساموس پسر خود را خلافت دادہ و ودیعت حیات بمقتضائے اجل سپردہ گوہر زندگانی تسلیم قابض ارواح نمود" انتہٰی بلفظہ

حضرت الیاس کے وصی کا تقرر

فرمایا جناب الیاس نے بھی الیسع کو اپنا وصی خلیفہ اور ولی عہد خود مقرر کیا جیسا کہ روضۃ الصفاء مذکور کے صفحہ ۱۰۰ میں ہے۔ "والیاس پائے در رکاب آورد والیسع را بخلافت خود وصیت کرد" انتہٰی بلفظہ

حضرت الیسع کے وصی کا تقرر

فرمایا کہ جناب الیسع نے ذوالکفل کو خود اپنا خلیفہ اور وصی کیا جیسا کہ روضۃ الصفا کے صفحہ ۱۰۱ میں ہے۔ "ذوالکفل را طلب فرمودہ خلافت دادو روح نازنین بحضرت رب العالمین فرستاد" انتہٰی بلفظہ

حضرت داؤد کے وصی کا تقرر

فرمایا دوستو؟ جناب داؤد علیہ السلام نے بھی اپنے فرزند حضرت سلیمانؑ کو خود اپنا خلیفہ اور وصی کیا آیت ورث سلیمان داؤد اس پر گواہ ہے۔

حضرت عیسٰی کے وصی کا تقرر

فرمایا سنتے ہو جناب عیسےٰ علیہ السلام نے شمعون کو خود اپنا خلیفہ اور ولی عہد کیا جیسا کہ روضۃ الصفاء کے صفحہ ۱۳۶ میں ہے۔ "از جملہ وصایائے عیسےٰ یکے آں بود کہ خدائے تعالٰی مرا امر فرمودہ است کہ شمعون را بر شما خلیفہ گردانم و حواریان خلافت وے قبول کروند۔ انتہےٰ بلفظہ

پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے وصی کا تقرر

فرمایا حضرات سن لیا آپ نے۔ کہ بنابر اقرار و اعتراف جمہور آئمہ اہل سنت کے جب سب انبیاء علیہم السلام اپنا خلیفہ۔ وصی اور ولی عہد بحکم خدا خود مقرر کرتے چلے آئے ہیں تو کیونکر ممکن تھا کہ پیغمبر اسلام کے وصی کا تقرر سنت اللہ اور سنت الانبیاء کے خلاف امت غیر معصوم کے سپرد کر دیا جاتا۔ کہ وہ کسی موافق یا منافق اپنے مفید مطلب جس کو بھی چاہئے خلیفہ مقرر کر ڈالتے لہذا اسی سنت اللہ کے مطابق جو بہ نص ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا متغیر نہیں ہو سکتی۔ پیغمبر اسلام بھی انبیاء سلف کی مانند اپنا خلیفہ وصی اور ولی عہد خود مقرر کرنے کے لئے زمانہ وفات کے قریب خدا کی طرف سے مامور ہوئے ہیں اسی مطلب کو کسی شاعر نے اس شعر میں ادا کیا ہے۔

قبل تعیین وصی و وزیر ۔ هل ترے فات نبیؐ و هجر

یعنے وصی اور وزیر کے مقرر کرنے سے پہلے کیا تم نے دیکھا ہے کسی نبی کو کہ وہ فوت ہو گیا ہو یا ہجرت کر گیا ہو (کبھی نہیں)

فرمایا۔ عزیز دوستو بس سمجھ لو کہ آج اس وقت میں اسی غرض سے آپکے درمیان موجود ہوں تاکہ اس نقشے کو تمہاری آنکھوں کے سامنے پیش کر دوں۔ کہ پیغمبر اسلام نے اپنے بھائی امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ غالب علی ابن ابی طالب کو مذکورہ سنت اللہ کے مطابق کس جگہ کس تاریخ اور کس طرح اپنا خلیفہ۔ وصی۔ اور جانشین مقرر کیا ہے اور تقرر کے لئے کیا کچھ اہتمام اور انتظام کئے گئے اور اس کا کیا انجام ہوا۔

ارشاد فرمایا۔ حضرات؟ خوب یاد رکھو کہ سنی۔ شیعہ میں سب سے زیادہ مابہا النزاع معرکۃ الآراء مسئلہ خلافت اور امامت کا ہے جس قدر اس مسئلہ میں طبع آزمائیاں ہوئی ہیں وہ حد احصاء سے خارج ہیں۔ ہزاروں مرتبہ مناظرے ہوئے اور ہزاروں کتابیں اس موضوع پر تصنیف ہوئیں جسکا خاطر خواہ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم منصف مزاج شیعوں کی تعداد شمار دو کروڑ سے زیادہ تک پہنچ چکی ہے جس سے حساد کا طبقہ

شیعوں کی اس غیر معمولی ترقی کو دیکھ کر کباب کی طرح کروٹیں بدل کر لال پیلے ہو رہے ہیں لیکن قدرت ان کا ساتھ دے رہی ہے اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دنیا دیکھ رہی ہے۔

فرمایا اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے حقیقت نبوت و رسالت ہی کو نہیں سمجھا یا وہ حقیقت امامت اور حقیقت خلافت کو کیا پہچانتے یہی وجہ ہے کہ جب چاہا انہوں نے اپنوں میں سے کسی کو چند آدمیوں کے اجتماع سے خلیفہ اور امام بنالیا اور جب چاہا منصب امامت و خلافت سے اس کو معزول کر دیا۔ چلو چھٹی ہوئی ماتجیر و شما فسلامت مگر شیعہ فرقہ جو امامت اور خلافت کو بھی نبوت اور رسالت کی طرح منصوص من اللہ جانتے ہیں وہ خدا ہی کی مقرر کئے ہوئے نبی اور امام کو پیغمبر اور برحق خلیفہ مانتے ہیں لہذا نصب و عزل کا ان کو اختیار حاصل نہیں ہے۔

فرمایا نص خلافت کے متعلق قرآن ناطق ہے قولہ تعالٰے فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب پ۳۰ ع ۱۹ سورۂ الم نشرح یعنے (اے محمد صلعم جبکہ تم تمام احکام دین کی تبلیغ سے فارغ ہو گئے تو پھر مقرر اور نصب کر دو۔ اس کے بعد اپنے پروردگار کی طرف رغبت کرو۔ یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ دین کی سب باتوں سے فراغت پانے کے بعد کسی کو اپنا نائب مقرر کرنے کے لئے پیغمبر اسلام کو خدا سے حکم ہوا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ حکم ہونے پر پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام اس کی تبلیغ نہ کرتے۔ ضرور تبلیغ کی اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو اپنے بعد کے لئے اپنی جگہ نصب کر دیا۔ جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کے ذیل میں مروی ہے کہ فاذا فرغت فانصب علیک واعلن وصیک فاعلمہم فضلہ علانیۃ فقال صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے اے محمد جب کہ تم تمام کاموں سے فارغ ہو چکے تو اپنا علم نائب مقرر کر دو اور اپنے وصی اور جانشین کا اعلان کر دو پس علانیہ طور پر اس کی فضیلت سے لوگوں کو واقف کر دو۔ اہلبیت کے طریقہ پر تفسیر قمی اور مجمع البحرین میں اس کے متعلق حدیثیں مذکور ہیں۔

فرمایا بہر حال یہ حکم تو ایک اجمال کی صورت میں پہلے وارد ہو چکا تھا جس میں پوری توضیح نہیں کی گئی تھی۔ اس کے بعد جب پیغمبر کا خدا کی طرف رغبت اور وصال کا وقت بہت قریب پہونچ گیا تو نصب خلیفہ کے متعلق وضاحت کے ساتھ بطور نص اور دوسرا حکم نازل ہوا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس پ۶ ع ۱۴ یعنے اے رسول پہنچا دے جو کچھ کہ تیری طرف نازل کیا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے پس اگر تم نے یہ حکم نہ پہونچایا (تو سمجھا جائیگا) کہ

ملہ ابھی عرصہ نہیں گذرا کہ سلطان ٹرکی عبد الحمید خان کو خلیفہ خدا بنایا گیا تھا اور بہت جلد (ایک ہی دو گوش) خلافت خود ساختہ سے معزول کئے گئے اسی طرح موجودہ زمانے کے خود ساختہ خلیفہ بھی معزول ہو گئے اور اب خیر سے عبد المجید خان خدا کا خلیفہ بنائے گئے ہیں دیکھا جائے اب یہ بیچارے کب تک خلافت کی خیر مناتے ہیں۔ ہم بھی سنی بھائیوں کو اس خلافت جدیدہ کی خدمت میں تہنیت پیش کرتے مگر کیا کہیں یاد ہے کہ نصب و عزل خلافت

تم نے خدا کا کوئی پیغام (الٰہی) نہیں پہنچایا اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا
فرمایا کچھ اس میں غور کیا آپ نے۔ وہ ایسا کون سا حکم تھا جس کے نہ کرنے پر اس قدر
شدید عتاب نازل ہوا سیاق اور سباق آیت سے ثابت ہے کہ اس حکم سے پہلے
پیغمبر صلعم تبلیغ رسالت کرتے رہے ہیں جس پر فما بلغت رسالتہ شاہد ہے اگر پہلے
تبلیغ رسالت نہ کی ہوتی تو پھر یہ ارشاد نہ ہوتا کہ اس حکم کے نہ پہونچانے کی وجہ پہلی
رسالت مجرانہ دی جاسے گی مزید برایں یہ آیت سورہ مدنیہ کی ہے اگر اس سے پہلا
حکم مراد ہوتا تو پھر یہ آیت مکی ہونی چاہیئے تھی نہ مدنی۔ بہر حال قابل غور بات اب
یہ ہے کہ توحید تو پہلے مبعوث ہوتے ہی پیغمبر نے تبلیغ کر دی تھی احکام نبوت و معاد
اور صوم صلوٰۃ۔ حج اور زکواۃ۔ حلال و حرام۔ ثواب و عذاب سبھی کچھ حضرت توحید کے
بعد تبلیغ کر چکے تھے۔ اب آخر عمر میں ایسا کون سا اہم امر باقی رہ گیا تھا کہ اس ایک
امر کی تبلیغ نہ ہونے پر ساری رسالت بیکار ہوئی جاتی ہے۔ اس امر کی اہمیت
جس قدر کہ اس آیت سے ثابت ہوتی ہے وہ ناظر مبصر سے مخفی نہیں کہ اس کے
سوا اور کسی حکم تبلیغی کے متعلق ایسا سخت عتاب وارد نہیں ہوا ہے۔
فرمایا کہ فریقین کی تفاسیر معتمدہ سے یہ ثابت ہے کہ آیت مذکورہ میں ولایت امامت
اور خلافت و وصایت علی ابن ابیطالب کی تبلیغ مراد ہے۔ لکھا
در منثور۔ جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ سطر ۷ میں امام جلال الدین سیوطی
ہے اسی آیت کے ذیل میں واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن
ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک علی رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب یعنی
ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے
کہ یہ آیت یا ایھا الرسول بلغ پیغمبر اسلام پر غدیر خم کے روز علی ابن ابی طالب
کے متعلق نازل ہوئی ہے۔
ایضاً صفحہ ۲۹۸ سطر ۱۰ میں ہے واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا
نقرأ علی عہد رسول اللہ صلعم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس
یعنی ابن مردویہ نے ابن مسعود سے اخراج کیا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام
کے عہد اور زمانہ میں ہم اس آیت کی یوں قرآت کیا کرتے تھے کہ یا ایھا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین فان لم تفعل الخ یعنی اے
پیغمبر صلعم پہونچا دے جو کہ تیری طرف نازل کیا گیا ہے کہ بہ تحقیق علی مولےٰ یعنی مولا
امور ہے سب مومنین کا۔ پس یہ حکم اگر تم نے نہ پہونچایا تو پھر جس قدر تم نے اس
تک تبلیغ کی ہے کچھ بھی مجرانہ دی جائے گی اخرجہ الواحدی فی تفسیرہ والحافظ
ابن کثیر و ابو نعیم فی الحلیتہ وابن مردویہ و عینی فی شرح البخاری تفسیر فتح
البیان جلد سوم مطبوعہ مطبع بولاق مصر کے صفحہ ۸۹ میں نواب صدیق حسن خان
بھوپالی نے بھی یہ دونوں مذکورہ روایتیں پہلی ابو سعید خدری سے اور دوسری

مسعود سے بعینہ نقل کی ہیں تکرار سے فایدہ نہیں مگر میں سفارش کرونگا کہ محققین ضرور اصل کتاب میں ملاحظہ کرلیں

فرمایا کہ اب اس حدیث سے یہ صاف ثابت ہوا کہ یہ آیت خاص ولایت خلافت علی میں نازل ہوئی ہے اور یہ کہ اس آیت میں ان علیاً مولی المومنین کا جملہ بنا بر روایت ابن مسعود و اعتراف امام سیوطی کے عہد رسالت میں قرائت بھی کیا جاتا تھا۔ کاش امام سیوطی آج زندہ ہوتے تو میں ان سے پوچھ لیتا کہ "میاں جی" بتاؤ اب تحریف قرآن کے کون قایل ہیں جب عہدِ رسول میں یہ "جملہ" آیت میں موجود تھا تو کیا حضرت عثمان نے بوقت جمع کرنے کے تحریف کردیا ہے اگر نہیں تو پھر سُنیوں کے پاس امام سیوطی کی اس منقولہ روایت ابن مسعود کا کیا جواب ہے اور اگر اس آیت میں یہ جملہ نہیں تھا تو پھر ابن مسعود نے کیوں خلاف واقع ایسا فرمایا۔ اور ابن مردویہ نے کیوں ان سے ایسی روایت اخراج کی اور سنیوں کے امام سیوطی نے اپنی تفسیر میں اس کو کیوں نقل کیا ہے (افسوس کہ عثمان کے تحریف قرآن کرنے کے سُنی خود قایل ہیں اور الزام الٹا شیعوں کو دیتے ہیں

تفسیر کبیر۔ جلد سوم۔ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۳۶ سطر ۳۔ اسی آیت بلغ ما انزل الیک الخ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے نزلت الایۃ فی فضل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ولما نزلت ھذہ الایۃ اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک یا بن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ وھو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی

یعنے ابن عباس اور براء بن عازب اور محمد بن علی سے منقول ہے کہ یہ آیت خاص جناب امیر علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی اور اس آیت کے نازل ہونے پر پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا ہے جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے خدایا دوست رکھ تو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ تو جو علی کو دشمن

رکھے۔ پس اس کے بعد حضرت عمر جناب امیر علیہ السلام سے ملے اور
کہا کہ اے علی آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے صبح کی جبکہ مجھ پر اور ہر
مومن مرد و مومنہ عورت پر آپ مولے صاحب اختیار ہو چکے تھے

فرمایا دوستو، سن لیا آپ نے امام رازی بھی اعتراف کرتے ہیں کہ بروایت ابن عباس و براء بن عازب و محمد بن علی یہ آیت خاص علی کے حق میں اتری ہے پس علی کی ولایت کا قرآن اور حدیث میں منصوص ہونا سنی اور شیعہ دونوں فریق کے اتفاق و اعتراف سے ثابت ہے اس سے اب یہ بھی واضح ہو گیا کہ خلافت بنص قرآن ہی صرف خلافت راشدہ ہو سکتی ہے اور باقی سب فاسد و خلافیتیں ہیں۔ فرمایا ورنہ اہلسنت اپنے خلفائے ثلثہ کی خلافت و ولایت اگر شیعوں کی کتابوں سے نہیں۔ تو کیا اپنی ہی کتابوں میں قرآن اور حدیث سے منصوص دکھا سکتے ہیں اگر نہیں۔ تو پھر لوگوں کا مولے ثلثہ کو کسی طرح قرار دینا جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ان کی خلافت اجماعیہ یقیناً خلاف قرآن ہے افسوس ہے کہ لوگوں نے قرآنی خلافت کو چھوڑ کر اجماعی اور مصنوعی خلافتوں کا ایک غیر منقطع تسلسل قائم کر دیا اور اس میں بھی خود ساختہ خلیفوں کو بار بار کے نصب و عزل کرنے سے خلافت کی وہ گت بنائی کہ مجھی ڈاکٹر اقبال کو مجبوراً خلافت اجماعی کے متعلق یہ شعر موزون کرنا پڑا ؎

چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت
حریت را زہر اندر کام ریخت

(فللہ درك وعلیہ اجرك)

فرمایا اس حدیث سے تو یہاں تک بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام کو نہ صرف مومنوں کا ہی مولی مانا ہے بلکہ اپنے نفس پر بھی ان کو مولی تسلیم کر لیا ہے پھر تم خود ہی بتاؤ کہ علی باوجود مولائے عمر ہونے کے کیونکر ان کا تابع بن سکتا ہے اور ان کو آقا تسلیم کر لینے کے بعد کیوں کر اس کا خادم قرار دیا جا سکتا ہے

تفسیر غرائب القرآن جلد دوم صفحہ ۳۳ سطر ۹ میں نظام نیشاپوری اسی آیت کے ذیل میں رقمطراز ہے عن ابی سعید الخدری ان ھذا الایۃ نزلت فی فضل علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ یوم غدیر خم لما اخذ رسول اللہ صلعم

بیدہ وقال من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر وقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولیٰ کل مومن ومومنۃ وہی ترجمہ ہے جو کبیر رازی کی عبارت کا میں تم کو سنا چکا ہوں۔ فرمایا کہ اس عبارت میں بھی حضرت عمر کا تہنیت دینا علی کو مذکور ہے کہ مبارک ہو تجھے اے علی کہ تو میرا مولا اور تمام مومنین ومومنات کا مولے بحکم خدا اور رسول قرار پا چکا ہے حضرت عمر کا مبارکبادی دینے سے اس تبلیغ ولایت علی کی اہمیت ثابت ہے کہ اگر غدیر میں ولایت علی کوئی معمولی درجہ ہوتا تو پھر حضرت عمر کیوں اس پر علی کو تہنیت ادا کرتے اور خدا کیوں اس اہتمام سے اس کے تبلیغ پر پیغمبر اسلام کو تاکید فرماتا یہ دلیل ہے کہ اس تبلیغ میں مولے سے اولےٰ بتصرف مراد ہے۔ صرف ناصر۔ مددگار محب قرار پانے پر حضرت عمر کا مبارکباد دینا کوئی معقول پسند ہرگز پسند نہیں کرسکتا۔ فافہم وتدبر

ینابیع المودۃ ۔ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۲۰ سطر ۱۱ میں علامہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی رقمطراز ہیں تفسیر آیت مذکورہ میں اخرج الثعلبی عن ابی صالح عن ابن عباس وعن محمد الباقر رضی اللہ عنہما قال نزلت ہذہ الآیۃ فی علی یعنے ابو اسحاق ثعلبی نے ابو صالح ابن عباس اور محمد باقر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا یا ایہا الرسول بلغ الخ خاص علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

فرائد السمطین میں علامہ حموینی نے ابو ہریرہ کی روایت سے اس کے مثل نقل کیا ہے **فصول المہمہ** میں مالکی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ولایت علی میں نازل ہوئی ہے شیخ محی الدین نووی بھی رقمطراز ہیں کہ آیت بلغ الخ خاص جناب امیر کی ولایت میں نازل ہوئی اور غدیر خم میں پیغمبر صلعم نے علی کی ولایت کی تبلیغ کی۔

اسباب النزول میں امام ابو الحسن واحدی نے اور کفایۃ الطالب باب ۶۲ میں حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی نے اور کتاب ما نزل من القرآن فی علی میں حافظ ابو نعیم ابو سعید خدری کی روایت سے نقل کرتے ہیں نزلت ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم فی علی یعنے یہ آیت غدیر خم کے روز علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

امام ثعلبی نے بھی اپنی تفسیر میں ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ نزلت هذه الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ الخ یوم غدیر خم فی علی ابن ابیطالب یعنے یہ آیت خاص امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کے متعلق غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے۔

فرمایا۔ عزیزو؟ کہاں تک اپنے علماء اور آئمہ و محدثین کی تکذیب کرتے جاؤ گے اور اپنے رواۃ کو جھٹلاؤ گے۔ ورنہ اس طرح تو تمہارے کسی راوی۔ امام۔ محدث اور مفسر پر اعتماد ہی باقی نہیں رہیگا۔ ولایت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا مسئلہ کتب سیر۔ حدیث۔ تفاسیر اور تواریخ میں بہ تفصیل سے مرقوم ہے کس کس کتاب سے آپ انکار کرتے جائیں گے اور پھر آپ کے پاس باقی کیا رہ جائیگا۔ سنئے آپ کے آئمہ محدثین میں سے بعض کے نام یہ ہیں جنھوں نے اعتراف کیا ہے کہ یہ آیت یا ایھا الرسول بلغ الخ خاص ولایت علی میں نازل ہوئی ہے (۱) ابن ابی حاتم عبدالرحمن بن محمد (۲) احمد بن عبدالرحمن شیرازی (۳) احمد بن موسیٰ بن مردویہ (۴) احمد بن محمد ثعلبی (۵) ابو نعیم احمد بن عبداللہ (۶) علی ابن احمد واحدی (۷) مسعود بن ناصر سجستانی (۸) عبداللہ بن عبیداللہ حسکانی (۹) ابن عساکر علی ابن الحسن (۱۰) محمد بن عمر رازی (۱۱) محمد بن طلحہ نصیبی (۱۲) عبدالرزاق بن رزق اللہ الرسغی (۱۳) حسن بن محمد نیشاپوری (۱۴) علی بن شہاب الدین ہمدانی (۱۵) علی بن محمد المعروف با بن الصباغ (۱۶) محمود بن احمد عینی (۱۷) عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی (۱۸) محمد بن محبوب عالم بن صفی الدین جعفر (۱۹) حاجی عبدالوہاب بن محمدؐ (۲۰) جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی (۲۱) شہاب الدین احمد (۲۲) مرزا محمد معتمد خان وغیرہ وغیرہ جنھوں نے نہ صرف اس آیت کا نزول ہی ولایت علی میں بیان کر دیا ہے بلکہ پیغمبر کا تبلیغ ولایت علی کرنے کی کیفیت بھی کم زیادہ لکھدی ہے وقت میں گنجائش نہ ہونے کے سبب سے مذکورہ چند حوالوں پر ہی اکتفا کرتا ہوں

فرمایا غور سے سنو؟ اب میں تبلیغ ولایت علی کا آپ کو تاریخی حال سناتا ہوں سنت جماعت کے آئمہ محدثین اور مورخین نے اس کو یوں قلمبند کیا ہے کہ جب پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے ہیں تو اثناء راہ میں مقام جحفہ پر جو غدیر خم سے تین

میل کے فاصلہ پر تقریباً واقعہ ہے جبرئیل امین یہ مذکورہ آیت یاایہا الرسول بلغ الخ لے کر نازل ہوا کہ اے رسول خیر الانام خدائے علی علام بعد تحفہ درود وسلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ پہونچا دو جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی جانب سے کہ علی مولےٰ ہے سب مومنوں کا پس یہ حکم اگر تم نے نہ پہونچایا تو جس قدر اس وقت تک تم نے تبلیغ رسالت کی ہے وہ منظور نہیں کی جائے گی۔ پیغمبر نے فرمایا اے جبرئیل مجھے تبلیغ ولایت میں تو کوئی عذر نہیں مگر میں خیال کرتا ہوں انھم لا یصدقونی بل یکذبونی فی علی کہ اے جبرئیل یہ لوگ علی کے بارے میں میری تصدیق نہیں کریں گے بلکہ تکذیب کر دیں گے اس وقت جبرئیل دوبارہ نازل ہوا اور کہا کہ تجھے پروا نہ کر۔ واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ تجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا

فرمایا۔ غور کرو۔ سینکڑوں احکام رسولِ خدا نے پہونچائے کسی امر کے لئے صیانت اور حفاظت کا وعدہ سوا اس ایک مقام کے قرآن میں وارد نہیں ہوا ہے اس میں بالصراحت دلالت ہے کہ ولایت علی علیہ السلام کی تبلیغ میں پیغمبر اسلام کو لوگوں سے ضرور کسی قسم کا خدشہ تھا تب تو وعدہ صیانت وحفاظت واللہ یعصمک من الناس پیغمبر کو دیا گیا۔

فرمایا۔ اگر اس تبلیغ ولایت میں لفظ مولیٰ سے معمولی دوست اور ناصر کے معنے مراد ہوتے تو اس اہتمام۔ عتاب اور وعدہ صیانت کی پھر اس میں کیا ضرورت تھی۔ یہ سب باتیں اسی لئے ظہور پذیر ہوئیں کہ ولایت علیؑ کی تبلیغ بمعنے ولی عہدی تھی۔ جس سے اکثر منافقوں کی امیدوں اور تمناؤں پر پانی پڑھ جاتا تھا۔ اس لئے پیغمبر علیہ السلام کو یہ کہنا پڑا۔ انھم لا یصدقونی بل یکذبونی فی علی کہ یہ لوگ تبلیغ ولی عہدی علی میں میری تصدیق نہ کریں گے بلکہ تکذیب کریں گے اس پر خدا تعالیٰ کو واللہ یعصمک من الناس کے ذریعہ اپنے محبوب صلعم کو صیانت عن الناس کا وعدہ دینا پڑا ورنہ آپ ہی بتائیں کہ کہیں تبلیغ توحید میں معاد میں صوم وصلوات میں۔ حج اور زکوٰۃ میں بھی خدا نے ایسا وعدہ اپنے پیغمبر سے کیا ہو (ہرگز نہیں)

فرمایا۔ اس قدر قبول آئمہ محدثین ومفسرین کے اعتراف کر لینے کے بعد صرف اس قدر کہکر ٹال دینا کہ آیت میں تبلیغ توحید مراد ہے قائل کا اپنا عندیہ

ہے جو ہمارے مذکورہ دلایل مسلمہ فریقین کے بعد میرے اس تقریر کا جواب
نہیں ہو سکتا جب تک ہماری طرف سے ان پیش کردہ محدثین و مفسرین کو
کی تکذیب کا وہ اعلان عام نہ شائع کردیں۔ ردونہ خرط القتاد

فرمایا غور کرو پھر اصل مطلب کی طرف آرہا ہوں؛ کہ بعض مورخین
اور محدثین نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ ہجرت سے دسویں سال ماہ ذیحجہ
اٹھارھویں تاریخ کو یہ مبارک ولایت عہد تبلیغ کردیا گیا اژدہام خلق کی
کیفیت تھی کہ بنابر روایات اہل سیر و تواریخ کے ایک لاکھ سے کچھ کم
مخلوق اس موقع پر موجود تھی۔

مگر خواص الائمہ صفحہ ۱۴ سطر ۲۳ میں شیخ الامام العلامہ سبط ابن الجوزی رقمطراز ہے
اتفق علماء السیر علی ان قصۃ الغدیر کانت بعد رجوع النبی صلعم من حجۃ
الوداع فی الثامن عشر من ذی الحجۃ جمع الصحابۃ وکانوا مائۃ وعشرین
وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث نص صلعم علی ذالک بصریح
دون التلویح والاشارۃ انتہیٰ بلفظہ یعنی علماء سیر کا اتفاق ہے کہ غدیر کا
واقعہ اٹھارہ تاریخ ذیحجہ کو حجۃ الوداع سے پیغمبر صلعم کے مراجعت فرمانے
کے بعد مجمع صحابہ میں جو ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں جمع اور موجود
تبلیغ کیا گیا اور اس وقت پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جسکا میں مولا
ہوں یہ علی بھی اس کا مولا ہے آخر حدیث تک یہ نص کی ہے پیغمبر صلعم نے
ولایت اور خلافت علیؑ پر بغیر اشارہ و کنایہ کے صریح عبارت کے ساتھ

فرمایا مورخین اور اہل سیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایسی شدت وحدت
ہوا کے وقت تبلیغ ولایت علی علیہ السلام کے متعلق یہ حکم نازل ہوا
کانت حرارۃ الھواء بحیث لو وضع اللحم علی الارض لشوی کہ اگر گوشت
کا لخت اس گرم سرزمین پر اس وقت رکھدیا جاتا تو کباب ہو جاتا۔ اس
بھی آپ سمجھ سکتے ہیں کہ محض دوست اور ناصر ہونے کے اعلان کی
کی ایسے گرمی کے وقت میں کونسی ایسی اشد ضرورت تھی۔ یہ خاص
اتنے بڑے مجمع صحابہ میں حدت آفتاب کے وقت کرنا تبلیغ ولایت
میں دلیل ہے کہ لفظ مولا سے اولی بتصرف ہونا مراد ہے کیونکہ ایسے
بڑے مجمع صحابہ کا یہ آخری موقع تھا جس میں من اللہ والرسول

کی غرض سے ولیعہدی علی کا علی الاعلان کیا جانا فرض تھا تاکہ بعد میں کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ مل سکے کہ علی کی ولایت عہد سے ہم مطلع نہیں تھا چنانچہ وفاتِ رسول کے بعد کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہو سکی کہ علی کو پیغمبر صلعم نے ولی عہد نہیں بنایا۔ البتہ یہ کہکر کہ حضرتِ ابوبکرؓ کے ہاتھ پر اب چونکہ بیعت ہو چکی ہے علی خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ لوگوں نے نصِ خدا و رسول کو پسِ پشت ڈالدیا اور عہد و پیمان کو جو پیغمبر صلعم کے سامنے کیا تھا توڑ ڈالا۔ جس کے وہ جوابدہ قیامت کے روز ضرور ہوں گے کیونکہ جبراً سازش کے ساتھ کسی چیز پر کسی کے قابض ہو جانے سے وہ چیز اس کے لئے شرعاً مباح نہیں ہو سکتی۔

فرمایا ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اسلام میں خلافت و نیابت رسول کے لئے اگر نص کی ضرورت نہیں تھی تو پھر رسول اسلام نے ایسے اہتمام سے کیوں علی کی ولایت عہد کو بطور نص کے اعلان کیا جس طرح خلفاء ثلثہ کے لئے کوئی نص خلافت میں وارد نہیں ہوئی تھی۔ علی کے واسطے بھی خلیفتی۔ وصیّی۔ منجز وعدی۔ قاضی دینی یا من کنت مولاہ فعلی مولاہ وغیرہ وغیرہ کے الفاظ سے وہ نص نہ کرتے۔ مگر فریقین کی مرویات مسلمہ سے جب اِن نصوص کا وارد ہونا خاص علی کے حق میں ثابت ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ پیغمبر اسلام کے اِن صریح الفاظ کی تو پرواہ نہ کی جائے اور اس کے مقابلہ میں چند عوام کے اجماع کو مسئلہ خلافت میں ترجیح دیکر حقدار کے حق کو پامال کر دیا جائے اور مسانید فریقین میں خلافت علی پر خدا و رسول سے سینکڑوں نصوص قرآن اور حدیث میں موجود ہوتے خلافت منصوصہ علی سے منکر ہو جانا اور خود ساختہ اجماعی خلافت کو حجت سمجھ لینا کیونکر قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔

فرمایا یہ عقیدہ غلط ہے کہ خلفاء ثلثہ چونکہ تختِ خلافت پر اجماع سے بیٹھ گئے تھے اِس لئے اب وہ حق پر تھے اگر وہ خلافت کے مستحق نہ ہوتے تو خدا ان کو اس پر بیٹھ جانے کی تمکین ہی نہ دیتا۔ کیونکہ بغیر نص خدا و رسول تختِ خلافت پر بیٹھ جانا ہی اگر کسی کے حقدار ہونے کے لئے ڈگری ہو سکتی ہے تو پھر اسی تخت خلافت پر یزید پلید جیسا شارب الخمور و راکب الفجور بھی بیٹھ چکا ہے تو پھر کیوں خلفاء ثلثہ کی طرح یزید بھی مسلمانوں کا پیشواء خلیفہ اور

امام نہیں تسلیم کیا جاتا اور کیوں مسلمان اس خلیفہ اسلام کو ملعون ہونے کا فتوے دیتے ہیں حالانکہ اس وقت یزید کی خلافت اور تخت نشینی پر بھی مسلمانوں کا اجماع قایم ہوچکا تھا اور جس طرح کہ خلفاء ثلثہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تھی یزید کی بھی مسلمانوں نے بیعت کر لی تھی پس معلوم ہوا کہ تخت پر صرف بیٹھ جانا کسی کے استحقاق کا ثبوت نہیں ہو سکتا بلکہ خلیفہ بننے سے پہلے لازماً خلیفہ کے واسطے مومن اور عامل جمیع صالحات ہونے کی شرطِ قرآنی تعلیم ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے وعدالله الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات الخ اس آیت قرآن کی شرط کے خلاف کسی کو خلیفہ اسلام مان لینا تعلیم قرآن و اسلام کے خلاف ہے اس لئے کہ خدا نے وعدہ کیا ہے زمین پر خلیفہ بنانے کے لئے ان لوگوں کے ساتھ جو تم میں سے ایمان لے آئے ہیں اور تمام نیکیوں پر عمل کرچکے ہیں پس تختِ خلافت پر اجماع سے بیٹھ جانے والوں میں جو خلیفہ بھی اس آیت قرآن کی شرائط سے موصوف نہیں وہ اس آیت کے حکم نص سے خلیفہ برحق نہیں قرار پاسکتا۔ اس لئے سامعین کی توجہ میں اس طرف مبذول کراؤں گا کہ براہِ کرم آپ اس حکم آیت کے مطابق اس میں غور کرلیں کہ تخت خلافت پر بیٹھ جانے والوں میں ایمان اور عمل صالحات کی یہ دونوں شرطیں موجود تھیں یا نہیں۔ اگر موجود نہیں تھیں تو اس آیت اور حکم قرآن کے خلاف آپ نے کیوں خلیفہ تسلیم کر لیا۔ ایمان کا اقتضا تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ قرآن کے مخالف ایک منٹ کے لئے بھی ایسوں کو آپ خلیفہ برحق نہ سمجھیں اور اگر ایمان اور عمل دونوں صالحات کی شرطیں ان میں آپکے نزدیک موجود ہیں تو براہِ کرم ان کا صرف ایمان ہی آپ ثابت کر دیں عملی جملہ صالحات تو کارے دارد۔ فرمایا یہ درخواست صرف اس وقت کے لئے ہی مخصوص یا مشروط نہیں ہے۔ بلکہ دامن قیامت تک مبسوط ہے کہ اگر امکان میں ہو تو آیت کی یہ شرط ایمان ان میں سے کسی میں ثابت کر کے دکھا دو کیا انجمن دائرہ ثابت کرسکیگی (دیدہ باید)

فرمایا غرض جب غدیر خم کے میدان میں پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام ہجوم عام میں پہونچ گئے تو بحکم رسول صلعم منادی کی گئی "الصلواۃ جامعۃ" اس وقت لوگ جو آگے نکل گئے تھے واپس لوٹ آئے۔ جو ابھی پیچھے تھے وہ ان سے ملحق ہوگئے اس طرح یہ سارا مجمع صحابہ کا اس میدان غدیر خم میں جمع ہوگیا

اس وقت ایک درخت کے سایہ کے نیچے اونٹوں کے پالانوں سے عارضی طور پر منبر بنا دیا گیا۔ رسول اسلام علیہ وآلہ السلام زیب دہ منبر ہوئے اور فصیح خطبہ پڑھا ہم وہ خطبہ سید شہاب الدین کی کتاب توضیح الدلائل توضیح الفضائل سے لکھتے ہیں۔

خطبہ غدیر

الحمد لله علی الائه فی نفسی وبلائه فی عترتی واهلبیتی استعینه علی المکبات الدنیا وموبقات الاخرة واشهد ان لا اله الا الله الواحد الفرد الصمد لم یتخذ صاحبة ولا ولداً ولا شریکا ولا عمداً وانی عبید من عبیده ارسلنی برسالته الی جمیع خلقه لیهلک من هلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة واصطفانی علی العالمین من الاولین والاخرین واعطانی مفاتیح خزائنه ووکد علی بعز ائمه واستودعنی سره امدنی فانصرت له فانا الفاتح وانا الخاتم ولا قوة الا بالله اتقوا الله ایها الناس حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعلموا ان الله بکل شیٔ محیط وانه سیکون من بعدی اقوام یکذبون علی فیقبل منهم ومعاذ الله ان اقول علی الله الا الحق او انطق با مره الا الصدق وما امرکم الا ما امرنی ولا ادعوکم الا الی الله وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون - فقام الیه عبادة بن الصامت فقال ومتی ذالک یا رسول الله ومن هٰؤلاء عرفناهم لنحذرهم - قال قد استودوا الناس یومهم وسیظهرون لکم اذا بلغت النفس منی ههنا واوما الی حلقه فقال عبادة اذا کان ذلک فالی من یا رسول الله - فقال علیکم بالسمع والطاعة للسابقین من عترتی والاخذین من نبوتی فانهم یصدونکم عن الغی ویدعونکم الی الخیر وهم اهل الحق ومعادن الصدق یحیون فیکم الکتاب والسنة ویجتنبونکم عن الالحاد والبدعة ویقمعون بالحق اهل الباطل لا یمیلون مع الجاهل ایها الناس خلقنی وخلق اهل بیتی من طینة لم یخلق منها غیرها کنا اول من ابتداء من خلقه فلما خلقنا نور بنورنا کل ظلمة واحیی بنا کل طینة - ثم قال هٰؤلاء خیار امتی وحملة علمی وخزنة سری وسادة اهل الارض الداعون الی الحق المخبرون بالصدق غیر شاکین ولا مرتابین ولا ناکصین ولا ناکثین هٰؤلاء الهداة المهتدون فی الراشدون المهتدی من جائنی بطاعتهم وولایتهم والضال من عدل منهم وجائنی بولایتهم وبغضهم ایان لبغضهم نفاق حبهم والائمة الهادیة دعری الاحکام الواثقة بهم تتم الاعمال الصالحة وهم وصیة الله فی الاولین والاخرین والارحام التی اقسمکم الله بها اذ یقول واتقوا الله الذی تساءلون به والارحام ان الله کان علیکم رقیبا ثم ندبکم الی جهم فقال قل لا

اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ہم الذین اذھب اللہ عنہم الرجس و طہرہم من النجس الصادقون اذا نطقوا العالمون اذا سئلوا الحافظون لما استو دعوا جمعت فیہم الخلال العشر لم تجمع الا فی عترتی و اہلبیتی الحلم و العلم و النبوۃ و البذل و السماحۃ و الشجاعۃ و الصدق و الطہارۃ و العفاف و الحکم فہم کلمۃ التقویٰ و وسیلۃ الہدیٰ و الحجۃ العظمیٰ و العروۃ الوثقیٰ ہم اولیاءکم عن قول ربکم و عن قول ربی ما امرتکم الا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰہم وال من والاہ و عاد من عاداہ و انصر من نصرہ و اخذل من خذلہ اوحی الی ربی فیہ ثلثا انہ سید المسلمین و امام خیرۃ المتقین قائد الغر المحجلین و قد بلغت عن ربی ما امرت و استودعہم اللہ فیکم و استغفر اللہ لی و لکم

ترجمہ ۔ میں خدا تعالیٰ کی حمد اور نعمتوں کے سبب سے کرتا ہوں جو مجھ میں پائی جاتی ہیں اور اس امتحان و بلا کی وجہ سے جو میری عترت اہلبیت پر ہونے والی ہیں اور دنیا کے ناگوار مصائب اور روزِ آخرت کے ہلاکت پر میں اس سے مدد چاہتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں ہے اور وہی واحد و احد فرد و صمد ہے اور اپنے لئے اس نے کوئی زوجہ یا فرزند یا شریک یا سہارا نہیں قرار دیا ہے اور میں اس کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں کہ اس نے مجھے پیغمبری کے لئے جمیع مخلوقات پر بھیجا ہے تاکہ جو لوگ ہلاک ہونے والے ہیں وہ ایک حجت کے ساتھ ہلاک ہو جاویں اور جو نجات پانے والے ہیں وہ ایک حجت کے ساتھ نجات پائیں ۔ مجھکو خداوند کریم نے تمام عالم کے اولین و آخرین پر برگزیدہ فرمایا ہے اور اپنے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی ہیں اور اپنے عزائم کو مجھ پر موکد کیا ہے اور انبار از میرے سپرد فرمایا ہے اور میری مدد کی ہے اس وجہ سے مجھے اس کی بصیرت حاصل ہوئی ہے میں آغاز کرنے والا اور میں ہی انتہا پر پہونچانیوالا ہوں ۔ بجز خدائے برتر کے کوئی ذریعہ موت کا نہیں ہے ۔ اے لوگو خدا سے ڈرو جو حق ڈرنے کا ہے اور نہ مرو مگر یہ کہ حالت اسلام میں اور تم کو معلوم ہو کہ خدا تمام چیزوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور قریب ہے کہ میرے بعد کچھ قومیں میری نسبت جھوٹی باتیں میری طرف منسوب کر لیں گی اور ... دوں کے ان

کے جھوٹ کو قبول کرلیں گے حالانکہ معاذ اللہ جو ہیں خدا کی طرف سے
سوائے امرِ حق کے کچھ اور زبان سے نکالوں اور سوائے امر راستے
اس کے حکم کے خلاف کچھ اور کہوں اور سوائے اس حکم کے جو خدا نے
مجھے دیا ہے میں تمہیں کوئی اور حکم دوں اور بجز خدا کی طرف کے
اور کسی چیز کی طرف میں تم کو نہیں بلاتا اور جو لوگ ظالم ہیں وہ بہت
جلد جان لیں گے کہ ان کی جائے بازگشت کیا ہے (یہاں تک
پیغمبر نے فرمایا تھا کہ) عبادۃ بن صامت نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ
یہ کب ہوگا اور وہ کون لوگ ہیں ان کو ہمیں پہنچوا دیجئے تاکہ ہم ان سے
حذر کریں ۔ سرورِ عالم نے فرمایا کہ یہ کچھ لوگ ہیں جو ابتداء ہی سے میرے
دشمن ہیں اور جب میری جان (حلق مبارک کی طرف اشارہ کرکے)
یہاں تک پہونچے گی اس وقت ظاہر ہوں گے ۔ عبادہ نے کہا کہ جب
ایسا وقت آئے تو ہم کس کی طرف رجوع کریں ۔ پیغمبر خدا نے ارشاد
فرمایا کہ تم ان کی پیروی کرنا جو میری عزت میں سب سے سبقت کرنے
والے ہیں اور میری پیغمبری کا علم لینے والے ہیں اور وہی یقیناً تم کو گمراہی
سے باز رکھیں گے اور نیکی کی طرف دعوت کریں گے اور یہی اہل حق اور
معدن صدق ہیں کتاب و سنت کو تم لوگوں میں زندہ رکھیں گے
اور الحاد و بدعت سے تم کو بچائیں گے اور حق کے ذریعہ سے اہل باطل
کو پست کریں گے اور کسی جاہل کی طرف میلان نہ کریں گے ۔ اے
لوگو خدا نے مجھکو اور میری اہلبیت کو ایک طینت سے خلق فرمایا اور
اس سے کسی غیر کو پیدا نہیں کیا ۔ ہم اول وہ لوگ ہیں کہ جن کی سب سے پہلے
خلقت ہوئی اور جب خدا ہم کو پیدا کر چکا تو ہمارے نور سے اس نے ہر
تاریکی کو روشن کیا اور ہمارے سبب سے ہر طینت کو حیات عطا
فرمائی ۔ پھر پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ لوگ میری (اہلبیت) بہترین امت
ہیں اور میرے علم کے حامل اور میرے اسرار کے خازن ہیں اور تمامی
اہل ارض کے سردار ہیں اور حق کی طرف دعوت کرنے والے اور
راستی کے ساتھ خبر دینے والے ہیں ان کو کبھی شک پیدا نہیں ہوتا اور نہ
کوئی ریب ان کو عارض ہوتا ہے یہ راہ خدا میں کبھی پیچھے نہیں ہٹتے

خدا کے عہد کو نہیں توڑتے یہ وہ ہادی ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں اور آئمہ راشدین ہیں جو شخص ان کی ولایت و اطاعت کو لے کر میرے پاس آئے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جو ان کی عداوت لے کر میرے پاس آئے وہی گمراہ ہے۔ ان کی محبت ایمان اور انکا بغض نفاق ہے یہی میرے اہلبیت ہدایت کرنے والے امام اور احکام خدا کی مضبوط رسیاں ہیں۔ انہی کے ذریعہ سے اعمال صالح کامل ہوتے ہیں اور یہی اولین و آخرین میں وصیت اللہ ہیں اور یہی وہ ارحام ہیں جن کی قسم خدا نے قرآن مجید میں اس مقام پر یاد دلائی ہے جہاں فرماتا ہے واتقو اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ پھر ان کی محبت کی تم کو اللہ نے دعوت دی اور فرمایا۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربےٰ یہی وہ لوگ ہیں جن سے خدا نے ہر عیب و نجاست کو دور کر کے طیب و طاہر کیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جب گویا ہوتے ہیں تو نہایت راستگو ہوتے ہیں اور جب ان سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے تو اس وقت بڑے عالم ہیں اور جب کوئی چیز ان کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو یہ اس کے بڑے حافظ ہیں میرے اہلبیت میں دس خصلتیں ایسی ہیں کہ سوائے ان کے اور کسی میں وہ جمع نہیں ہیں۔ حلم۔ علم۔ نبوۃ۔ شرافت۔ سخاوت۔ شجاعت صداقت۔ طہارت۔ عفت۔ قضا۔ یہ لوگ کلمہ تقوے اور وسیلہ ہدایت ہیں اور حجۃ العظمیٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہیں یہ لوگ بموجب ارشاد خدا تمہارے حاکم ہیں اور میں پروردگار کے حکم سے تم کو بجز اس کے کوئی حکم نہیں دیتا ہوں کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولا ہیں خدایا دوست رکھ اس کو جو ان کو دوست رکھے اور دشمنی کر اس سے جو ان سے عداوت رکھے اور مدد کر اس کی جو ان کی مدد کرے اور ذلیل و خوار کر اس کو جو ان کو ذلیل کرے۔ اے لوگو خدا نے مجھ پر تین مرتبہ وحی نازل فرمائی کہ علی سید المسلمین و امام الخیرۃ المتقین و قائد الغر المحجلین ہیں جس امر میں منجانب خدا مامور ہوا تھا میں نے اس کی تبلیغ کر دی تم لوگوں میں میں ان کو (اہلبیت کو) خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اپنے لئے اور تمہارے لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں

غور فرمائیں پیغمبر صلعم نے فرمایا وانی مخلف فیکم الثقلین ان تمسکتم بہما لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض یعنے اے لوگو میں نہایت قیمتی دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑنے والا ہوں اگر ان دونوں کو ملا کر تم پکڑ لو گے تو کبھی قیامت تک گمراہ نہ ہوگے خدا کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور میری عترت ہے جو اہلبیت میری ہے اور خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے تک نہ پہونچ جائیں۔

فرمایا سنتے ہو؟ اس وقت پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے تبلیغ رسالت حسب ذیل الفاظ میں کی ہے الست اولےٰ بالمومنین من انفسہم قالو بلی یا رسول اللہ فقال الامن انا مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر فقال ھنیئا لک یا علی ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مومن ومومنۃ وفیہ نزلت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الایۃ رسالہ مودۃ القربےٰ امام ہمدانی صفحہ ۳۲ سطر ۳۔ یعنے براء بن عازب کہتا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے ہمراہ میں حجۃ الوداع میں موجود تھا جب غدیر خم میں پیغمبر صلعم نے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر ارشاد کیا کہ "کیا مومنوں کے نفسوں پر میں اولےٰ صاحب اختیار نہیں ہوں سب نے کہا بے شک حضور اولے بتصرف ہمارے نفسوں پر ہیں اس اقرار لینے کے بعد پیغمبر صلعم نے فرمایا پس جس کا میں مولا یعنے اولی بتصرف ہوں علی علیہ السلام بھی اسکا مولے اور اولےٰ بتصرف ہے خداوندا تو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے اس کے بعد علی علیہ السلام سے حضرت عمر ملاقی ہوئے اور کہا اے علی مبارک ہو کہ تم میرے مولے اور سب مومنین اور مومنات کے مولا ہو گئے ہو۔ اسی ولایت علی کی تبلیغ میں آیت یا ایہا الرسول بلغ الخ نازل ہوئی ہے۔"

فرمایا سن لیا آپ نے یہ ہے تبلیغ رسالت علی کی ولایت کے متعلق۔ پس یہ نص ہے خدا اور رسول کی طرف سے خاص خلافت اور ولایت جناب امیر کے لیئے اور ان کے سواء کسی اور صحابی کو یہ نصیب نہیں ہو سکا۔

ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ کے صفحہ ۱۱۵ سطر ۱۲ میں شیخ سلیمان قندوزی

حنفی نے جناب امیر سے روایت نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا قال صلعم التعلمون
ان اللہ عز وجل مولای وانا مولی المومنین وانا اولی بھم من انفسہم قالو بلی
یا رسول اللہ فقال اخذ ابیدی من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من و
الاہ وعاد من عاداہ فقام سلمان فقال یا رسول اللہ ولاء علی ماذا فقال
ولائہ کولائی من کنت اولی بہ من نفسہ فعلی اولی بہ من نفسہ فنزلت الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا فقال صلعم اللہ اکبر
باکمال الدین واتمام النعمۃ و رضاء ربی برسالتی وولایۃ علی بعدی قالوا
یا رسول اللہ ھذہ الایات فی علی خاصۃ قال بلی فیہ وفی اوصیای الی
یوم القیامۃ قالوا بینہم لنا قال علی اخی ووارثی ووصیی وولی کل مومن
بعدی ثم ابنی الحسن ثم الحسین ثم التسعۃ من ولد الحسین القرآن
معہم وھم مع القرآن لا یفارقونہ ولا یفارقہم حتی یردوا علی الحوض انتہے بلفظہ

یعنے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے فرمایا اے مجمع صحابہ تم جانتے ہو کہ
خدا میرا مولےٰ یعنے مجھ پر صاحب اختیار ہے۔ اور میں مومنوں کا مولےٰ
اور صاحب اختیار ہوں۔ لوگوں نے کہا بیشک یا رسول اللہ صلعم
پس میرا (علی کا) ہاتھ پکڑ کے فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی بھی اسکا
مولیٰ ہے خدایا تو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ
جو علی کو دشمن رکھے۔ سلمان جلسہ میں کھڑا ہو گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ
ارشاد کیجئے کہ ولائے علیؑ سے کیا مراد ہے۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا علی
کی ولایت میری ولایت بعینہ ہے۔ جس کی جان پر میں اولے بتصرف
ہوں علی بھی اس کی جان پر اولے بتصرف ہے اس وقت آیت
اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی۔ پیغمبر نے آیت اکمال دین کے نزول
پر خدا کا شکریہ ادا کیا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ آیتیں خاص
علی علیہ السلام کے حق میں اتری ہیں۔ فرمایا ہاں بے شک۔ علی اور
اس کے اوصیاء کے حق میں۔ لوگوں نے درخواست کی اوصیاء
کے نام بتا دیجئے۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ وہ علی ہے بھائی وارث اور
وصی میرا جو ولی اور صاحب اختیار ہے ہر مومن پر بعد میرے اس کے
بعد میرا بیٹا حسن ہے اور اس کے بعد حسین ہے اور اس کے بعد نو

فرزند ہیں اولاد حسین علیہ السلام سے جن کے ہمراہ قرآن ہے اور
وہ ہمیشہ قرآن کے ہمراہ ہیں۔ نہ تو قرآن سے یہ کبھی علیحدہ ہوں گے اور
نہ ان سے کبھی قرآن علیحدہ ہوگا۔ جب تک کہ حوض کوثر پر یہ میرے
پاس پہونچ جائیں۔

فرمایا دوستو! طالب حق کے لیئے اس حدیث کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی جس شان کے ساتھ پیغمبر نے سائل کے جواب میں علی کی ولایت کی حقیقت کھول کر بیان کردیا ہے اس سے ثابت ہے کہ علی کی ولایت سے مراد خاص ولیعہدی رسول ہے اور علی سے مہدی آخرالزمان علیہم السلام تک یہ سلسلہ خلافت اور ولایت کو پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے اپنی عترت اور اہلبیت کے بارہ شخصوں کے لئے مخصوص اور منصوص کردیا ہے۔ اس کے بعد بھی جو شخص استحقاق چھین کر کسی غیر کو دیگا وہ غاصب ہوگا۔ باوجود اس قدر اہتمام کے بھی وفات پیغمبر صلعم کے بعد سب سے پیشتر جس نے اس ولیعہدی علی سے مخالفت کی ہے اس کو میدان غدیر خم میں باعتراف آئمہ محدثین اہل سنت جن لفظوں میں گوشمالی کی گئی تھی حاضرین کی دلچسپی کے لئے عرض کرتا ہوں تاکہ آپ اس امر کا موازنہ کرسکیں کہ خدای تعالی اور رسول علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام کی ولیعہدی تقرر خلافت بلافصل اور حفظ حقوق کے لئے صحابہ پر کس طرح حجت تمام کی ہے فنبذوہ وراء ظہورہم واشتروا بہ ثمناً قلیلا فبئس مایشترون

مودۃ القربی صفحہ ۲۲ سطر ۲ میں سنیوں کے قطب ربانی امام ہمدانی حضرت عمر سے یوں روایت کرتے ہیں کہ "عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول اللہ صلعم علیاً علماً فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللھم انت شھیدی علیھم قال وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ وطیب الریح فقال یا عمر لقد عقد الیوم رسول اللہ صلعم عقداً لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر قلت یا رسول اللہ انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذا وکذا قال صلعم نعم یا عمر انہ لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ فی علی علیہ السلام۔ انتہے بلفظہ

یعنے حضرت عمر خود راوی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ

السلام نے حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ اسلام مقرر کیا اور فرمایا کہ
جبکا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولےٰ ہے۔ خدایا تو دوست رکھ جو
علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول کر
جو علی کو مخذول کرے اور یاری و مددگاری کر جو علی کی نصرت کرے
خداوندا تو شاہد رہنا ان پر عمر خطاب نے کہا اس وقت میرے پہلو
میں ایک نوجوان خوبصورت خوش سیرت کھڑا مجھے کہہ رہا تھا کہ اے
عمر آج (۱۸ ذوالحجہ) کے روز پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے (علی کی خلافت
میں) ایک ایسی گرہ لگادی ہے کہ سوائے منافق کے اسے کوئی نہیں
کھول سکتا۔ پس اس کے کھولنے سے تم ڈرتے رہنا۔ حضرت عمر کہتے
ہیں میں نے رسولِ خدا صلعم سے عرض کیا یا رسول اللہ جب حضور
علی کی ولایت عہد کی تبلیغ کر رہے تھے تو ایک جوان خوبصورت خوش
سیرت میرے پہلو میں کھڑا مجھے ایسی ایسی باتیں کہہ رہا تھا۔ پیغمبر صلعم
نے فرمایا ہاں اے عمر یہ شخص آدم کی اولاد میں سے نہ تھا بلکہ جبرئیل
تھا تمہیں تاکید کر رہا تھا اسی امر کی جو میں نے علی کی ولایت اور خلافت
کے متعلق تم سے کہا تھا۔

فرمایا عزیزو! کچھ غور کیا آپ نے ایک لاکھ سے زیادہ مجمع صحابہ میں کیوں حضرت
عمر کو خصوصیت کے ساتھ یہ تاکید کی گئی اور تاکید بھی لا یحلہ الا منافق فاحذران
تحلہ کے خاص لفظوں میں کہ منافق کے سواء کوئی اس خلافت علی کی گرہ نہیں
کھولے گا۔ پس اس کے کھولنے سے اے عمر تم ڈرتے رہنا۔ صرف حضرت عمر ہی
کو تنہا تاکیدانہ خطاب پر عتاب کیا جانا دلیل ہے کہ اس گرہ کے کھلنے کا اگر کوئی خطرہ
اور اندیشہ تھا تو صرف عمر کے ہاتھ سے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ کیوں حضرت عمر کو یہ
خطاب پر عتاب مخصوصاً کیا گیا۔ جس کی تائید میں امام غزالی کی منقولہ روایت
آپ کو سناتا ہوں۔

سر العالمین مطبوعہ بمبئی مقالہ رابعہ صفحہ ۹ سطر ۸ میں امام ابو حامد محمد غزالی
رقمطراز ہے اسفرت الحجتہ وجہا و اجمع الجماہیر علی متن ھذا الحدیث عن
خطبتہ یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وھو لقول صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ
فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای و مولی کل مومن و

مومنۃ ہذا تسلیم و رضیٰ و تحکیم ثم بعد ہذا غلب الہوی لحب الریاسۃ و حمل عمود الخلافۃ و عقود البنود و خفقان الہوی فی قعقعۃ الرایات و اشتباک ازدحام الخیول و فتح الامصار سقاہم کاس الہوی فعادوا الی الخلاف الاول و فنبذوہ وراء ظہورہم و اشتروا بہ ثمناً قلیلاً فبئس ما یشترون انتہیٰ بلفظہ و کذا نقلہ عیناً سبط الجوزی فی کتابہ الموسوم بہ خواص الامۃ صفحہ ۳۶ سطر ۱۷

یعنے روشن ہوئی وجہ حجت اور برہان کی حدیث غدیر سے اور اجماع کیا ہے اعلام امت نے متن حدیث غدیر کی صحت پر کیونکہ تمام صحابہ کا اتفاق ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے غدیر خم کے روز فرمایا ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولےٰ ہوں علیؑ بھی اس کا مولےٰ ہے اس وقت حضرت عمر خطاب نے کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو تجھے اے علی کہ تم میرے مولےٰ اور تمام مومنین و مومنات کے مولا ہو گئے غزالی کہتا ہے کہ حضرت عمر کا علیؑ کو اس طرح مبارکباد دینا اس کی رضا اور تسلیم کی دلیل ہے۔ علیؑ کی ولایت اور خلافت پر اور اطاعت و انقیاد میں اپنی گردن کو پیش کر دینا ہے مگر افسوس کہ رضا و تسلیم اور انقیاد کے بعد صحابہ پر ہوا اور خواہش نفسانی غالب ہوئی اور ریاست دنیا کی محبت میں نشان خلافت گاڑنے۔ علم کے پھریرے ہوا میں اڑنے اور ہوا کا پیرہن سے لپٹنے اور جلوس میں سوار ہو کر چلنے اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ میں شامل حال کے معلوم ہونے اور ملکوں کے فتح ہونے کے خیالات نے ہوا و ہوس کا کاسہ ان کو پلا دیا۔ پس وہ خلاف اوّل کی طرف پھر لوٹ گئے اور پیمان و عہد ولایت و خلافت علی کو اپنی پشتوں کے پیچھے پھینک دیا۔ بے مقدار اور حقیر چیز کو اس کے عوض میں خرید لیا فرمایا دوستو عزیزو؟ تعصب کی عینک کو اتار کر اگر امام غزالی اور علامہ سبط جوزی جیسے مسلّم سنی امام کے اس قول میں غائر نظر ڈالی جائے تو علی کی عہد خلافت نص خلافت اور غصب حقوق میں کسی منصف کو یقیناً کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ کہ بیعت کرنے کے بعد محض محبت دنیا اور حب امارت و ریاست کے لئے ان[۱] لوگوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ پیغمبر اسلام کو مرض الموت میں حضرت عمر نے ہذیان کہنے کی گستاخی کی اور وصیت وصایت علی لکھنے میں روکاوٹ ڈال دی حضرت ابوبکر نے جناب سیدہ کا حق فدک پیغمبر اسلام کے فوت ہوتے ہی غصب کر لیا۔

۱؎ ان باتوں کا پورا اور مکمل ثبوت بحوالہ مطبع صفحہ و سطر رسالہ موعظہ حسنہ میں ملاحظہ ہو جو سیکرٹری تنظیمیہ سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور سے بقیمت ۲ مل سکتا ہے

حضرت عمر نے بیت الرسول یعنے فاطمۃ الزہرا کے گھر کو پیغمبر اسلام کے فوت ہوتے ہی آگ سے جلادیا اور حضرت عثمان نے قرآنوں کے جلا دینے پر ہاتھ صاف کیا۔ پیغمبر کے فوت ہونے کی دیر تھی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں یاروں کی پنچایت ہوئی اور علیؑ کے حقوق منصوص من اللہ والرسول کو پامال کر دیا گیا اور ان کے منصب خلافت کو غصب کر کے قابض ہو گئے اور افسوس کہ آجتک مسلمانوں نے ایسی صریح اور جلی نصوص کی مطلق پرواہ نہ کی۔ تعصب کی عینک کو اتار کر تم خود ہی انصاف کرو کہ ایسی صریح نصوں کے مقابلہ میں اجماع کے ڈھکوسلے کی کچھ بھی وقعت ہو سکتی ہے۔

خصائص نسائی مترجم مطبوعہ مطبع محمدی لاہور صفحہ ۴۸ حدیث نمبر ۷۰ و نمبر ۷۹ نمبر ۸۰۔ نمبر ۸۱ نمبر ۸۲ نمبر ۸۳ نمبر ۸۴ نمبر ۸۵ نمبر ۸۶ نمبر ۸۷ نمبر ۸۸ ضرور ملاحظہ ہوں امام نسائی نے حدیث غدیر کے اکثر طرق کو ان میں جمع کیا ہوا ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ و من کنت ولیہ فھذا علی ولیہ کو اسناد کے ساتھ جمع کیا ہوا ہے۔

مسند امام حنبل مطبوعہ بمبئی جلد اول صفحہ ۱۶۶ سطر (۱)، استشہاد علیؑ فی الرحبہ کے ضمن میں عبدالرحمن بن ابی لیلی سے نقل کیا ہے کہ قال عبدالرحمن فقام اثنا عشر بدریا فقالوا نشھد انا سمعنا رسول اللہ صلعم یقول یوم غدیر خم الست اولی بالمسلمین من انفسھم وازواجی امھاتھم فقلنا بلی یا رسول اللہ فقال صلعم فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ انتہے بلفظہ یعنے عبدالرحمن نے کہا کہ علی کے استشہاد پر بدریوں میں سے بیس نفر کھڑے ہوئے اور انہوں نے شہادت ادا کی کہ پیغمبر صلعم غدیر خم کے روز فرماتے تھے کہ کیا مسلمانوں کے نفس پر میں اولے بتصرف نہیں ہوں اور میری ازواج کیا مسلمانوں کی مائیں نہیں ہیں جواب میں سب نے کہا تھا بے شک ایسا ہی ہے پھر پیغمبر نے فرمایا تھا جسکا کہ میں مولا ہوں یہ علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔

فرمایا دوستو؟ اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ پیغمبر نے علی کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد بنانے میں ہر طرح کی کوشش کی اور ہر پہلو سے اس کو مستحکم کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اہل غرض الذین فی قلوبھم مرض بقول امام غزالی حب امارت و ریاست دنیا ہیں علی کو کسی طرح کامیاب نہ ہونے دیں گے جیسا کہ پیغمبر نے اس بات کو بنا بر روایت احمد حنبل و مشکوٰۃ شریف ظاہر بھی کر دیا تھا بقولہ صلعم ان تؤمروا علیا ولا اراکم

فاعلین تجدوہ ھادیاً مہدیاً یاخذبکم الطریق المستقیم بلفظ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مطبع محمدی دہلی صفحہ ۵۴۱ سطر ۱۳ و صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۳۹ سطر ۲۲ کہ اگر تم علی کو اپنا امیر بناؤ گے جو میں جانتا ہوں کہ تم ایسا نہیں کرو گے تو اسکو تم ہادی اور مہدی پاؤ گے جو تم کو صراط مستقیم پر چلائے گا۔

فرمایا۔ اب اس حدیث مشکوٰۃ سے صاف ظاہر ہے کہ ان صحابہ کی کرتوتوں سے پیغمبر ناواقف نہیں تھے وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ علی کی امارت اور خلافت کو بیعت کے بعد بھی توڑ ڈالیں گے ان کا یہ فرمان کہ ولا اراکم فاعلین کہ میں جانتا ہوں کہ تم علی کو امیر بننے نہیں دو گے اس پر شاہد ہے اسی لئے آں حضرت صلعم کو علی کی ولایت عہد کے تقرر میں غیر معمولی اہتمام کرنا پڑا۔ مگر اہل غرض تو اس مرض میں مبتلا ہو چکے تھے وہ ہر امر کا موقع بموقع خفیہ تدارک کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اپنے منصوبوں میں پیغمبر کے وفات پاتے ہی کامیاب ہو گئے۔ مرض الموت میں جب رسول خدا صلعم نے اسی مسئلہ خلافت اور جانشینی علی کے متعلق وصیت کرنی چاہی تو حضرت عمر نے وہاں بھی حکمت عملی کی اور پیغمبر اسلام کو ہذیان کی نسبت دے کر خلافت حقہ کی وصیت کو ٹال دیا۔ امام غزالی نے اعتراف کیا ہے کہ وصیت امر خلافت کے متعلق تھی لما مات رسول اللہ صلعم قال قبل وفاتہ ایتونی بدواۃ وبیاض لازیل اشکال الامر واذکرلکم من المستحق بعدی قال عمر دعوا الرجل فانہ لیہجر وقیل یہذو انتہیٰ بلفظ سر العالمین مطبوعہ بمبئی صفحہ ۹ سطر ۵ یعنے جب پیغمبر صلعم کا انتقال ہوا تو مرنے سے پہلے آپ نے فرمایا کہ دوات اور کاغذ لاؤ کہ تمہارے لئے مشکلات امارت وخلافت کو دور کر دوں اور بتادوں کہ میرے بعد امارت وخلافت کا حقدار کون ہے مگر حضرت عمر نے پیغمبر کے اس فرمان کو ہذیان کہکر ٹالدیا۔

قاضی عیاض نے بھی اسی قول کی تائید کی ہے وذکر ان الذی طلب کتابتہ امر الخلافۃ بعدہ وتعیین الخلافۃ" کتاب الشفاء مطبوعہ صدیقی بریلی صفحہ ۳۰۸ سطر ۱۲ یعنے رسول اسلام علیہ وآلہ السلام کا مطلب وصیت لکھنے سے امر خلافت کا قطعاً فیصلہ کرنا تھا اور اپنے بعد کے لئے خاص خلیفہ بالحق کو معین اور مقرر کرنا تھا۔

فرمایا۔ صاحبان افسوس کہ حضرت عمر نے اسلام پر ذرا رحم نہ کیا۔ پیغمبر اسلام کے بلاغت نظام کلام کو ہذیان کہکر ہمیشہ کے لئے اسلام میں گڑبڑ مچادی اور

اور اپنے پوشیدہ خواہشوں تمناؤں میں کامیاب ہو گئے کیونکہ پیغمبر اسلام کے وفات پاتے ہی وہ اس امر کے تدارک کے غرض سے تغسیل و تدفین پیغمبر میں بھی شریک نہیں ہو سکے کیونکہ علیؑ فاطمہ حسنین علیہم السلام تو اہل تعزیت اور مصیبت تھے ہی وہ تو اپنے تعزیت کے کام میں مشغول تھے اور یہ لوگ اتنے میں اپنا کام کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

فرمایا دوستو ؟ سن لیا آپ نے یہ بھی وہ حدیث غدیر جس کے تبلیغ کرنے کے لئے آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل لیک من ربک الخ میں خطاب پر عتاب پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام پر نازل ہوا۔ حضور اگر اس حکم کی تبلیغ نفرماتے تو بحکم آیت ساری رسالت ہی اکارت جاتی یہ حدیث غدیر سب سے زیادہ مشہور متواتر اور معرکۃ الآراء حدیث ہے جسکو ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع صحابہ میں پیغمبر اسلام نے اعلان کیا اور سینکڑوں راویوں نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور ہزاروں آئمہ حدیث نے اس حدیث کی تخریج کی ہے جیسا کہ کتاب الموالات میں سنیوں کا ثقہ امام ابن العقدہ[ع] کے اسمائی گرامی حسب ذیل نقل کرتے ہیں

(۱) ابوبکر الصدیق (۲) عمر ابن الخطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) طلحہ بن عبید اللہ (۶) الزبیر بن العوام (۷) عبدالرحمن عوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) العباس بن عبد المطلب (۱۰) الحسن ابن علی بن ابی طالب (۱۱) الحسین بن علی بن ابی طالب (۱۲) عبد اللہ بن العباس (۱۳) عبد اللہ ابن جعفر بن ابی طالب (۱۴) عبد اللہ بن مسعود (۱۵) عمار بن یاسر (۱۶) ابوذر جندب بن جنادہ (۱۷) سلمان فارسی (۱۸) سعد بن زرارہ الانصاری (۱۹) خذیمۃ بن ثابت الانصاری (۲۰) ابوایوب انصاری (۲۱) حنیف الانصاری (۲۲) عثمان بن حنیف (۲۳) حذیفۃ بن الیمان (۲۴) عبد اللہ بن عمر (۲۵) البراء ابن عازب الانصاری (۲۶) رفاعہ بن رافع الانصاری (۲۷) سمرۃ بن جندب (۲۸) سلمۃ بن الاکوع الاسلمی (۲۹) زید بن ثابت الانصاری (۳۰) ابو یعلی الانصاری (۳۱) ابو قتادۃ الانصاری (۳۲) سہل بن سعد الانصاری (۳۳) عدی بن حاتم الطائی (۳۴) ثابت بن یزید بن ودیعۃ (۳۵) کعب بن عجرہ الانصاری (۳۶) ابو الہیثم بن التیہان الانصاری (۳۷) ہاشم بن عتبۃ بن ابی وقاص الزہری (۳۸) المقداد بن عمرو الکندی (۳۹) عمر بن ابی سلمۃ (۴۰) عبد اللہ بن ابی اسید المخزومی (۴۱) عمران بن حصین الخزاعی

ع‍ہ جن کے علم و فضل اور ثقاہت کا اعتراف کیا ہے تاریخ بغداد میں حافظ خطیب نے ۱۲

(۴۲) بریدة بن الحصیب الاسلمی (۴۳) ابو سعید الخدری (۴۴) جابر بن عبد الله الانصاری
(۴۵) جریر بن عبد الله البجلی (۴۶) زید بن ارقم الانصاری (۴۷) حذیفة بن اسید
(۴۸) عمرو بن الحمق الخزاعی (۴۹) زید بن حارثة الانصاری (۵۰) مالک بن حویرث
(۵۱) ابو سلیمان جابر بن سمرة السوائی (۵۲) عبد الله بن ثابت الانصاری
(۵۳) حبشی بن جنادة السلولی (۵۴) ضمیرة الاسدی (۵۵) عبید الله بن عازب
الانصاری (۵۶) عمرو بن مرة (۵۷) عبد الله بن ابی اوفیٰ الاسلمی (۵۸) زید بن
شراحیل الانصاری (۵۹) عبید الله بن بشر المازنی (۶۰) النعمان بن عجلان
الانصاری (۶۱) عبد الرحمن بن نعیم الدیلمی (۶۲) ابو الحمراء خادم رسول الله
صلی الله علیه وآلہ وسلم (۶۳) ابو فضالة الانصاری (۶۴) عطیة بن بشر المازنی
(۶۵) عامر بن ابی لیلیٰ الغفاری (۶۶) ابو الطفیل عامر بن واثلة الکنانی (۶۷)
عبد الرحمن بن عبد رب الانصاری (۶۸) حسان بن ثابت الانصاری (۶۹)
سعد بن جنادة العوفی (۷۰) عامر بن عمیر العوفی (۷۱) عبد الله بن یامیل (۷۲)
حبة بن الجوین العرنی (۷۳) عقبة بن عامر الجهنی (۷۴) ابو ذویب الشاعر (۷۵)
ابو شریح الخزاعی (۷۶) ابو جحیفة وهب بن عبد الله السوائی (۷۷) ابو امامة
الصدی بن عجلان الباهلی (۷۸) عامر بن لیلیٰ بن حمزہ (۷۹) جندب بن سفیان
(۸۰) اسامة بن حارثة الکلبی (۸۱) وحشی بن الحرب (۸۲) قیس بن ثابت بن
شماس الانصاری (۸۳) عبد الرحمن بن مدلج (۸۴) حبیب بن بدیل بن ورقاء
الخزاعی (۸۵) انس بن مالک الانصاری (۸۶) ابو هریرة الدوسی (۸۷) فاطمہ
بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم (۸۸) عائیشہ بنت ابی بکر ام المومنین (۸۹)
ام سلمة ام المومنین (۹۰) ام ہانی بنت ابی طالب (۹۱) فاطمہ بنت حمزہ بن عبد المطلب
(۹۲) اسماء بنت عمیس الخثعمیة (۹۳) جبلہ بن عمرو الانصاری (۹۴) ابو بریدة
نضلة بن عبید الله الانصاری (۹۵) ابو رافع مولی رسول الله صلی الله
علیه وسلم (۹۶) ابو عمرہ بن عمرو بن محصن الانصاری (۹۷) ناجیہ بن عمرو الخزاعی
(۹۸) ابو زینب بن عوف الانصاری (۹۹) یعلی بن مرة ثقفی (۱۰۰) سعید بن
سعد بن عبادة الانصاری (۱۰۱) ابو سریحة الغفاری رضی الله عنهم ثم ذکر
ابن عقدة ثمانیة وعشرین رجلا من الصحابة لم یذکر اسمائهم یعنے پھر ابن
عقدہ نے اور اٹھائیس صحابیوں کا ذکر کیا ہے جن کا نام نہیں تبلایا

اُن آئمہ حدیث کے نام جنھوں نے اِس حدیث کی تخریج کی ہی مع سنہ وفات

نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات	نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات	نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
١	ابن شہاب الزہری استاد امام مالک	١٢٥	١٣	عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی	٢١٠	٢٥	عثمان بن محمد بن ابو الحسن بن ابی شیبہ	٢٣٩
٢	محمد بن اسحاق صاحب السیرت	١٥١ یا ١٥٢	١٤	حسین بن محمد المروزی	٢١٣	٢٦	قتیبہ بن سعید الثقفی	٢٤٠
٣	محمد بن راشد ابو عروۃ الازدی	١٥٣ یا ١٥٤	١٥	فضل بن زکین ابو نعیم الکوفی	٢١٨ یا ٢١٩	٢٧	امام احمد بن حنبل	٢٤٢
٤	اسرائیل بن یونس السبیعی ابو یوسف الکوفی	١٦٠ یا ١٦٢	١٦	عفان بن مسلم الصفار	٢٢٠	٢٨	ہارون بن عبد اللہ ابو موسی الحمال	٢٤٣
٥	شریک بن عبد اللہ القاضی	١٧٧	١٧	سعید بن منصور الخراسانی	٢٢٧	٢٩	محمد بن بشار العبدی	٢٥٣
٦	محمد بن جعفر المدنی المعروف بغندر	١٩٣	١٨	ابراہیم بن الحجاج	٢٣١ یا ٢٣٢	٣٠	محمد بن المثنی ابو موسی العنزی	٢٥٣
٧	ابو کیع ابن الجراح بن بلیح الرواسی	١٩٧	١٩	علی بن حکیم الاودی	٢٣١	٣١	الحسن بن عرفۃ العبدی	٢٥٧
٨	عبد اللہ بن نمیر الہمدانی	١٩٩	٢٠	علی بن محمد الطنافسی	٢٣٣	٣٢	حجاج بن یوسف الشاعر البغدادی	٢٥٩
٩	محمد بن عبد اللہ ابو احمد الزبیری الحبال	٢٠٣	٢١	ہدبہ بن خالد البصری	٢٣٥ یا ٢٣٦	٣٣	اسمعیل بن عبد اللہ الاصبہانی الملقب بسمویہ	٢٦٧
١٠	یحیی بن آدم بن سلیمان الاموی	٢٠٣	٢٢	عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی	٢٣٥	٣٤	حسن بن علی عفان العامری	٢٧٠
١١	امام بن ادریس الشافعی المطلبی	٢٠٤	٢٣	عبید اللہ بن عمر القواریری	٢٣٥	٣٥	محمد بن یحیی الذہلی	٢٥٨
١٢	اسود بن عامر بن شاذان الشامی	٢٠٨	٢٤	اسحاق بن ابراہیم الحنظلی المعروف بابن راہویہ	٢٣٨	٣٦	محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی صاحب السنن	٢٧٣

نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	وفات سنہ	نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	وفات سنہ	نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	وفات سنہ
۳۷	احمد بن یحییٰ البلاذری	۲۷۶ھ	۵۰	احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی	۳۳۱ھ	۶۴	عبد الملک بن محمد بن ابراہیم الخرگوشی	۴۰۷ھ
۳۸	عبد اللہ بن مسلم الدینوری المعروف بابن قتیبہ	۲۷۶ھ	۵۱	احمد بن محمد بن عبد ربہ ابو عمر القرطبی	۳۲۸ھ	۶۵	احمد بن عبد الرحمن بن احمد الفارسی الشیرازی	۴۰۷ھ
۳۹	محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی صاحب الصحیح	۲۷۹ھ	۵۲	حسین بن اسمٰعیل المحاملی	۳۳۰ھ	۶۶	احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی	۴۱۰ھ
۴۰	احمد بن عمرو الشیبانی المعروف بابن عاصم	۲۸۷ھ	۵۳	ابو العباس احمد بن محمد بن سعید المعروف بابن عقدہ	۳۳۲ھ	۶۷	احمد بن محمد بن یعقوب ابو علی مسلویہ	۴۱۱ھ
۴۱	ذکریا بن یحییٰ السجزی الخیاط	۲۸۹ھ	۵۴	یحییٰ بن عبد اللہ العنبری	۳۴۴ھ	۶۸	احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی	۴۲۷ھ
۴۲	عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل	۲۹۰ھ	۵۵	دعلج بن احمد السجزی	۳۵۱ھ	۶۹	احمد بن عبد اللہ ابو نعیم الاصبہانی	۴۳۰ھ
۴۳	احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار	۲۹۳ھ	۵۶	محمد بن عبد اللہ البزار الشافعی	۳۵۴ھ	۷۰	اسمٰعیل بن علی بن حسین بن زنجویہ الرازی المعروف بابن السمان	۴۴۵ھ
۴۴	محمد بن شعیب النسائی صاحب السنن	۳۰۳ھ	۵۷	محمد بن حبان البستی	۳۵۴ھ			
۴۵	حسن بن سفیان النسوی	۳۰۳ھ	۵۸	سلیمان بن احمد الطبری	۳۶۰ھ	۷۱	احمد بن حسین بن علی البیہقی	۴۵۸ھ
۴۶	احمد بن علی ابو یعلیٰ الموصلی	۳۰۷ھ	۵۹	احمد بن جعفر القطیعی	۳۶۸ھ	۷۲	یوسف بن عبد اللہ المعروف بابن عبد البر النمری القرطبی صاحب الاستیعاب	۴۶۳ھ
۴۷	محمد بن جریر الطبری	۳۱۰ھ	۶۰	علی بن عمر الدار القطنی	۳۸۵ھ			
۴۸	عبد اللہ بن محمد ابو القاسم البغوی	۳۱۷ھ	۶۱	عبید اللہ بن عبد اللہ المعروف بابن بطہ	۳۸۷ھ	۷۳	احمد بن علی المعروف الخطیب البغدادی	۴۶۳ھ
۴۹	محمد بن علی بن حسین بن بشر ابو عبد اللہ الزاہد الحکیم الترمذی	—	۶۲	محمد بن عبد الرحمن المخلص الذہبی	۳۹۳ھ	۷۴	علی بن احمد ابو الحسن الواحدی	۴۶۸ھ
			۶۳	ابو عبد اللہ الحاکم صاحب مستدرک	۴۰۰ھ	۷۵	مسعود بن ناصر السجستانی	۴۷۷ھ

نمبر شمار	اسمائی مخرجین حدیث غدیر	وفات سنہ
٧٦	علی بن محمد الجلالی المعروف بابن المغازلی	٤٨٣ھ
٧٧	عبید اللہ بن عبد اللہ ابو القاسم الحسکانی	—
٧٨	علی بن الحسن بن الحسین الخلعی	٤٩٢ھ
٧٩	امام محمد غزالی	٥٠٥
٨٠	الحسین بن مسعود البغوی	٥١٦
٨١	زرین بن معاویہ العبدری	٥٣٥
٨٢	احمد بن محمد العاصمی	—
٨٣	محمود بن عمر الزمخشری صاحب الکشاف	٥٣٧
٨٤	محمد بن ابراہیم النطنزی	—
٨٥	عبد الکریم بن محمد بن ابو سعید المروزی السمعانی	٥٦٣
٨٦	موفق بن احمد ابو المؤید المعروف باخطب خوارزم	٥٦٨
٨٧	عمر بن محمد بن خضر الاردبیلی المعروف بالملا	—
٨٨	علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر الدمشقی	٥٧١
٨٩	محمد بن عمر بن احمد بن موسیٰ المدینی الاصبہانی	٥٨١

نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	وفات سنہ
٩٠	فضل اللہ بن ابو سعید الحسنی التورپشتی	—
٩١	اسعد بن محمود بن خلف ابو الفتح العجلی	٦٠٠
٩٢	امام محمد بن عمر الملقب بہ فخر الدین الرازی صاحب تفسیر کبیر	٦٠٦
٩٣	مبارک بن محمد ابو السعادات المعروف بابن الاثیر الجزری	٦٠٦
٩٤	علی بن محمد بن محمد بن عبد الکریم الجزری ابو الحسن المعروف بابن الاثیر	٦٣٠
٩٥	محمد بن عبد الواحد المقدسی الحنبلی	٦٤٣
٩٦	محمد بن طلحہ النصیبی	٦٥٢
٩٧	یوسف بن محمد ابو الحجاج البلوی المعروف بابن الشیخ	—
٩٨	یوسف بن قزغلی سبط ابن الجوزی	٦٥٤
٩٩	محمد بن یوسف الکنجی الشافعی	٦٥٨
١٠٠	عبد الرزاق بن رزق اللہ الرسعی	٦٦١
١٠١	یحیی بن شرف النووی	٦٧٦

نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	وفات سنہ
١٠٢	احمد بن عبد اللہ محب الدین الطبری المکی	٦٩٤
١٠٣	ابراہیم بن عبد اللہ الوصابی الیمنی الشافعی	—
١٠٤	محمد بن احمد الفرغانی	٦٩٩
١٠٥	ابراہیم بن محمد الحموینی	٧٢٢
١٠٦	احمد بن محمد بن احمد علاؤ الدولہ السمنانی	٧٣٦
١٠٧	یوسف بن عبد الرحمن المزی	٧٤٢
١٠٨	محمد بن احمد الذہبی	٧٤٨
١٠٩	حسن بن حسین نظام الدین الاعرج النیشاپوری صاحب التفسیر	—
١١٠	محمد بن عبد اللہ ولی الدین الخطیب البغدادی	—
١١١	عمر بن مظفر بن عمر ابو حفص المعری الحلبی الشہیر بابن الوردی	٧٤٩
١١٢	احمد بن عبد القادر بن مکتوم تاج الدین القیسی النحوی	٧٤٩
١١٣	محمد بن یوسف الزرندی	٧٥٢

(۱۱۴) محمد بن مسعود الگازرونی ۷۵۸ھ (۱۱۵) عبد اللہ بن اسعد الیمنی الیافی ۷۶۸ھ
(۱۱۶) اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر ۷۷۴ھ (۱۱۷) عمر بن الحسن ابو حفص
المراغی (۱۱۷) علی بن شہاب الدین العدانی ۷۸۶ھ (۱۱۹) محمد بن عبد اللہ بن
احمد المقدسی ۷۸۹ھ (۱۲۰) محمد بن المعروف بخواجہ پارسا ۸۲۲ھ (۱۲۱) محمد بن
محمد شمس الدین الجزری صاحب حصن حصین ۸۳۳ھ (۱۲۲) احمد بن علی بن
عبد القادر المقریزی ۸۴۵ھ (۱۲۳) شہاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی
(۱۲۴) احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر العسقلانی ۸۵۲ھ (۱۲۵) علی بن محمد
بن احمد المعروف بابن الصباغ المالکی ۸۵۵ھ (۱۲۶) محمد بن احمد العینی الحنفی
شارح بخاری ۸۵۵ھ (۱۲۷) حسین بن معین الدین الیزدی المیبذی ۸۷۰ھ
(۱۲۸) عبد اللہ بن عبد الرحمن المشہور باصیل الدین محدث ۸۸۳ھ (۱۲۹) فضل اللہ بن
روزبہان بن فضل اللہ الخنجی الشیرازی سنہ (۱۳۰) علی بن عبد اللہ نور الدین
السمہودی الشافعی ۹۱۱ھ (۱۳۱) عبد الرحمن بن ابی بکر المعروف بجلال الدین
سیوطی ۹۱۱ھ (۱۳۲) عطاء اللہ بن فضل اللہ الشیرازی المعروف بجلال محدث
(۱۳۳) عبد الوہاب بن محمد بن رفیع الدین احمد ۹۳۲ھ (۱۳۴) احمد بن محمد
بن علی بن احمد الہیتمی المکی ۹۷۳ھ (۱۳۵) علی بن حسام الدین المتقی صاحب
کنز العمال (۱۳۶) محمد طاہر الفتنی صاحب مجمع البحار ۹۸۱ھ (۱۳۷) مرزا مخدوم
بن عبد الباقی ۹۸۵ھ (۱۳۸) علی بن سلطان محمد الہروی المعروف بملا علی
قاری ۱۰۱۴ھ (۱۳۹) محمد بن عبد الرؤف بن تاج العارفین المناوی ۱۰۳۱ھ (۱۴۰)
الشیخ عبد اللہ العیدروس الیمنی ۱۰۴۱ھ (۱۴۱) محمد بن محمد بن علی الشیخانی القادری
المدنی سنہ (۱۴۲) علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن نور الدین الحلبی ۱۰۴۴ھ
احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی ۱۰۴۷ھ (۱۴۴) الشیخ عبد الحق محدث الدہلوی
۱۰۵۲ھ (۱۴۵) محمد بن محمد المصری (۱۴۶) محمد بن صفی الدین جعفر الملقب ل
محبوب العالم سنہ (۱۴۷) صالح بن سہدی المقبلی سنہ (۱۴۸) محمد بن عبد الرسول
البرزنجی المدنی ۱۱۰۳ھ (۱۴۹) حسام الدین بن محمد بایزید سہارنپوری سنہ
(۱۵۰) مرزا محمد معتمد خان البدخشانی سنہ (۱۵۱) محمد صدر عالم صاحب معارج
(۱۵۲) مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدث الدہلوی ۱۱۷۶ھ (۱۵۳) محمد اسمعیل
بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی ۱۱۸۲ھ (۱۵۴) محمد بن علی الصبان سنہ

ابراہیم بن مرعی بن عطیہ البشر ضیغی المالکی سنہ (۱۵۶) احمد بن عبد القادر العجلی (۱۵۷) مولانا رشید الدین خاں دہلوی (۱۵۸) مولوی محمد مبین لکھنوی (۱۵۹) محمد سالم البخاری الدہلوی (۱۶۰) مولوی ولی اللہ لکھنوی (۱۶۱) مولوی حیدر علی فیض آبادی صاحب منتہی الکلام

فرمایا ان سب حضرات آئمہ اہل سنت نے حدیث غدیر کو ذکر کیا ہے باوجود اس کے اب کسی کی نادانی انکار کر دینے سے حق باطل نہیں ہو سکتا۔ سعید روحیں حق سمجھ لینے کے بعد صراط مستقیم کی طرف ضرور ہدایت پاتی ہیں۔ مگر جن پر شقاوت کی مہر لگ چکی ہو وہ باوجود ثبوت متواتر کے بھی دشمنی علی کے سبب سے اس حدیث سے منکر ہو جاتے ہیں اور بظاہر معقول پسند مجبور ہو کر اگر حدیث غدیر کو مان بھی لیتے ہیں تو پھر لفظ مولے کے متعدد معنوں میں خلاف قرینہ تاویلیں کر کے حق کو عوام پر مشتبہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ لفظ مولیٰ عربی زبان میں مختلف معنوں میں مستعمل ہے مثلاً مولیٰ بمعنے منعم بالکسر منعم بالفتح۔ غلام۔ آقا۔ معتق بالفتح بالکسر۔ صاحب رفیق شریک۔ نزیل۔ حلیف۔ ہمسایہ۔ ابن عم۔ عم صہر۔ تابع۔ محب۔ سید مطاع۔ متولی ضمان جریرہ۔ وارث متولی امر و عہد۔ مالک اولے بتصرف وغیرہ وغیرہ

فرمایا اس قدر معنوں میں جو لفظ استعمال ہو سکتا ہو فی الواقع بغیر کسی دلیل اور قرینہ کے وہ کسی خاص معنے میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ یہی سبب ہے۔ کہ دل ناخواہ را بہانہ بسیار کے مصداق سے شقی روحوں کو ولی عہد اور اولے بتصرف معنے کرنے میں روکاوٹ ڈالنے کا موقع ملا اور اس بہانہ سے حق کو عوام پر مشتبہ کر دیا گیا۔

فرمایا ایسے لوگوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہر مختلف المعانی لفظ کے استعمال کے لئے قواعد کے لحاظ سے کسی قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہاں قرائن ایسے موجود ہیں کہ ان کے لحاظ سے یہ لفظ مولے حدیث غدیر میں ولی عہد اور اولے بتصرف کے معنی کے سوا کسی دوسرے معنے میں استعمال ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ ان دو مذکورہ معنوں کے سواء باقی سب معانی ایسے ہیں جن کے لئے کسی قسم کی کوئی اہمیت نہیں ہے جن کی تبلیغ کئے جانے کے لئے اس قدر

اہتمام اور انتظام کی ضرورت ہوئی کہ (۱) ان کے تبلیغ کا زمانہ وفات پیغمبر صلعم سے متصل ہونا (۲) ان کی تبلیغ کے لئے خدا کو خاص آیت کے نازل فرمانے کی ضرورت واقع ہونی (۳) ان کے عدم تبلیغ پر عتاب شدید کا نازل ہونا (۴) ان کے تبلیغ نہ کئے جانے پر ساری رسالت کا اکارت ہو جانا (۵) ان کے تبلیغ پر صیانت اور حفاظت کا وعدہ نازل ہونا (۶) ان کی تبلیغ پر ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کا عظیم الشان مجمع اکٹھا کیا جانا (۷) کمال شدت وحدت گرمی میں پیغمبر کا اہتمام تبلیغ کرنا - یہ ایسے معرکۃ الآرا سات قرینے ہیں جن میں سے ہر ایک قرینہ بجائے خود برہانِ قاہر ہے کہ حدیث غدیر میں لفظ مولیٰ سے علی کا ولی عہد اور اولیٰ بتصرف ہونا ہی خدا اور رسول کا مقصود تھا جس کی تبلیغ میں ان سات قرینوں کا تعلق ہر عقلمند تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا - ورنہ غور کرو کہ ابن عم یا شوہر یا ناصر یا محب وغیرہ معمولی باتوں کے اعلان کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی اور اگر ان کا اعلان کرنا ہی مقصود تھا تو اس قدر اہتمام اور انتظام کرنے کی ان کے لئے کیوں ضرورت محسوس ہوئی - کیا علی کے ابن عم رسول ہونے سے کسی کو انکار تھا - یا وہ محبِ رسول اور محبِ خلق نہیں تھے یا ان کے شوہر اور ناصر ہونے کے اعلان میں کونسی ایسی بات تھی پھر واللہ یعصمک من الناس میں صیانت اور حفاظت کے وعدہ کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی - تعصب کی عینک اتار کر اس میں ایک نظر ڈالو تو تمہارا دل تم کو اس کے لئے مجبور کریگا کہ لفظ مولیٰ ہی معنے میں تبلیغ کئے جانے کی ان سات قرینوں کے ساتھ ضرورت تھی جن معنوں میں علی کو مولیٰ تسلیم کرنے میں لوگوں کو انکار تھا وہ معنی ولی عہد اور اولیٰ بتصرف ہونے کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتے -

فرمایا سنتے ہو؟ اس کے علاوہ حدیث غدیر من کنت مولاہ میں لفظ من موجود ہے جو عمومیت کا فائدہ دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ رسول جن معنے میں لوگوں کا مولیٰ ہے علی بھی اسی معنے میں لوگوں کا مولیٰ ہے - اب رہا رسول کے مولیٰ ہونے سے کیا مراد ہے سو یہ قرآن سے ثابت ہے کہ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام اولیٰ ہے مومنوں پر ان کے نفسوں سے اور یہی معنے اس حدیث میں خود پیغمبر خدا نے بھی ظاہر کردیئے

ہیں الست اولی بالمومنین من انفسہم کہ کیا میں مومنوں کے نفسوں پر اولے بتصرف نہیں ہوں اس کے جواب میں لوگوں نے اعتراف کیا ہے قالوا بلی یارسول اللہ ہاں یارسول اللہ آپ ہمارے نفسوں پر اولے بتصرف ہیں اس پر پیغمبر نے فرمایا ہے فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ کہ جس معنے میں جسکا میں مولا ہوں انہی معنے میں علی بھی اس کا مولا ہے جس سے اب صاف ثابت ہوا کہ جب پیغمبر صلعم کے مولے ہونے سے اولے بتصرف مراد ہے تو لازماً علی کے مولا ہونے سے بھی اولے بتصرف ہونا ہی مراد ہے اوسی معنے کی تبلیغ کے لئے اس شان اور اہتمام کی ضرورت تھی۔

مطالب السئول میں راس الفحول ابن طلحہ صفحہ ۱۶ سطر ۱۴ میں رقمطراز ہے فقولہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ قد اشتمل علے لفظۃ من وھی موضوعۃ للعموم فاقتضی ان کل انسان کان رسول اللہ صلعم مولاہ کان علی مولاہ واشتمل علے لفظۃ المولی وھی لفظۃ مستعملۃ بازاء معانی متعددۃ قد ورد القرآن الکریم بھا فتارۃ تکون بمعنی اولی قال اللہ تعالیٰ فی حق المنافقین ماویکم النار ھی مولاکم معناہ اولی بکم وتارۃ بمعنی الناصر قال اللہ تعالیٰ ذلک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولے لہم معناہ ان اللہ ناصر المومنین وان الکافرین لا ناصر لہم وتارۃ بمعنی الوارث قال اللہ تعالیٰ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون معناہ وارثا وتارۃ بمعنی العصبۃ قال اللہ تعالیٰ وانی خفت الموالی من ورائی معناہ عصبتی وتارۃ بمعنی الصدیق والحمیم قال اللہ تعالیٰ یوم لا یغنی مولًا عن مولًا شیئاً معناہ حمیم عن حمیم وصدیق عن صدیق وقرابۃ عن قرابۃ وتارۃ بمعنی السید المعتق وھو ظاھر واذا کانت واردۃ لھذا المعانی فعلی ایھا حملت اما کونہ اولی کما ذھب الیہ طائفۃ او علی کونہ صدیقا حمیما فیکون معنی الحدیث من کنت اولی بہ او ناصرہ او وارثہ او عصبتہ او حمیمہ او صدیقہ فان علیاً منہ کذلک وھذا صریح فی تخصیصہ صلعم لعلی بھذہ المنقبۃ العلیۃ وجعلہ لغیرہ لنفسہ بالنسبۃ الی من دخلت علیہم کلمۃ من التی ھی للعموم بما لم یجعلہ لغیرہ انتھے بلفظہ

یعنے حدیث غدیر من کنت مولاہ الخ میں لفظ من موجود ہے جو عموم کے لئے موضوع ہے۔ پس یہ مقتضی ہے کہ جسکا رسول مولا ہے علی بھی مولا ہے اور

لفظ مولے قرآن میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کبھی تو اولے کے معنے میں آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ماویکم النار ہی مولاکم یہاں مولا بمعنی اولے ہے۔ کہیں ناصر کے معنے میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ذلک بان اللہ مولے الذین امنو و ان الکافرین لا مولے لھم یہاں مراد ہے کہ اللہ ناصر ہے مومنوں کا اور کافروں کے لئے کوئی ناصر نہیں ہے کہیں وارث کے معنے میں آیا ہے ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان و الاقربون یہاں مولے سے وارث مراد ہے کہیں عصبہ کے معنے میں وارد ہوا ہے وانی خفت الموالی من ورائی۔ موالی سے یہاں عصبتی مراد ہے کہیں صدیق۔ حمیم کے معنے میں آیا ہے یوم لا یغنی مولاً عن مولاً شیئاً یہاں مولاً عن مولاً سے حمیم عن حمیم اور صدیق عن صدیق مراد ہے اور کبھی سید معتق کے معنے میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے پس ایسی مختلف المعانی حالت میں لفظ مولے کون سے معنے میں یہاں حدیث غدیر میں مستعمل ہونا چاہیئے مگر بمعنے اولے جیسا کہ ایک گروہ یہی معنے کرتا ہے یا صدیق و حمیم کے معنے کرتے ہیں حدیث غدیر کا مطلب یہ ہوگا کہ جس کے نفس کا اولے بتصرف یا ناصر۔ وارث۔ عصبہ۔ حمیم صدیق میں ہوں۔ پس یہ علی بھی ان سب معنوں میں اس کا مولے ہے اور اس میں صراحت ہے کہ پیغمبر اسلام نے خاص کیا ہے علی کو اس عظیم الشان منقبت کے لیئے اور دوسروں کے لیئے علی علیہ السلام کو اپنے نفس کی مانند قرار دیا ہے یہ نسبت ان مومنوں کے جن کو کہ من کنت مولاہ میں لفظ من سے یاد کیا ہے جو فایدہ عموم دیتا ہے اور یہ علی کے سواء کسی اور کو نصیب ہی نہیں ہو سکا۔

فرمایا دوستو! ان مذکورہ دلایل کے بعد کسی متدین مسلمان کو شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ مولے سے اولے بتصرف ہونا ہی حدیث غدیر میں پیغمبر اسلام کا مقصود تھا اور اس مہتم بالشان معنے کی تبلیغ کے لئے ہی مذکورہ سات قرینوں کے ساتھ اعلان اور تبلیغ کرنے کا اہتمام ضروری سمجھا گیا۔ ورنہ دوسرے معنوں کے لئے اس اہتمام کی ضرورت نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور آئمہ محدثین اہل سنت نے بلا تکلف تسلیم کر لیا ہے۔ کہ

فی الواقعہ حدیث غدیر میں مراد لفظ مولےٰ سے اولےٰ بہ تصرف ہونا علی کا ہے
عبث دو معنی من کنت مولا میر دی بہر سو ۔ علی مولےٰ بایں معنے کہ پیغمبر بود مولےٰ
فرمایا اب آئمہ کے نام سناتا ہوں جن حضرات نے مولےٰ کو اولےٰ کے معنے میں تسلیم
کرلیا ہے (۱) محمد بن سائب کلبی (۲) ابو زید سعید بن اوس بن ثابت
انصاری نحوی (۳) ابو عبیدہ معمر بن مثنےٰ البصری (۴) ابو الحسن سعید بن
مسعدۃ الاخفش المجاشعی (۵) احمد بن یحییٰ بن سیار ابو العباس معروف بہ ثعلب
(۶) ابو العباس محمد بن یزید الازدی بصری معروف بمبرد (۷) ابو اسحاق
ابراہیم بن محمد الزجاج (۸) ابو بکر محمد بن القاسم معروف بابن الانباری
(۹) محمد بن عزیز سجستانی العزیزی (۱۰) ابو الحسن علی بن عیسیٰ بن علی بن
عبد الرمانی (۱۱) ابو النصر اسمٰعیل بن حماد الفارابی الجوہری (۱۲) ابو اسحاق
احمد بن محمد ابراہیم الثعلبی النیشاپوری (۱۳) ابو الحسن علی بن احمد الواحدی
(۱۴) ابو الحجاج یوسف بن سلیمان بن عیسیٰ الشنتمری (۱۵) قاضی ابو عبد اللہ
الحسین بن احمد الزوزنی (۱۶) ابو ذکریا یحییٰ بن علی بن محمد بن شیبانی
التبریزی (۱۷) حسین بن مسعود الفراء البغوی (۱۸) جار اللہ بن عمر الزمخشری
(۱۹) ابو الفرج عبد الرحمن بن علی معروف بابن الجوزی (۲۰) احمد بن الحسن
بن احمد الزاہد الدرواجکی (۲۱) نظام الدین حسن بن محمد القمی نیشاپوری
(۲۲) ابو سالم محمد بن طلحہ قریشی نصیبی (۲۳) شمس الدین ابو المظفر یوسف
بن قزعلی سبط ابن الجوزی (۲۴) قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن عمر
بیضاوی (۲۵) احمد بن یوسف بن عبد الکریم الدائم الحلبی معروف بابن
السمین (۲۶) محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الرازی (۲۷) جلال الدین احمد
الخجندی (۲۸) عبد اللہ بن احمد نسفی (۲۹) عمر بن عبد الرحمن قزوینی (۳۰)
شیخ نور الدین علی بن محمد المعروف بابن الصباغ مالکی (۳۱) جلال الدین
محمد بن احمد المحلی (۳۲) حسین بن علی واعظ کاشفی (۳۳) ابو السعود بن
محمد العمادی (۳۴) سعید چلپی (۳۵) شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن
عمر خفاجی (۳۶) شیخ سلیمان جمل (۳۷) ملا جار اللہ الہ آبادی (۳۸) محب الدین
افندی (۳۹) محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر الیمانی (۴۰) عبد الرحیم بن
عبد الکریم (۴۱) رشید النبی بن حبیب النبی (۴۲) سید مومن بن الحسن

مومن سبلنجی وغیرہ وغیرہ جنھوں نے اعتراف کیا ہے کہ مولے حدیث غدیر میں بمعنے اولے ہے ۔ شیعی دوست شناصر وغیرہ کہاں تک اپنے محدثین کی تکذیب

فرمایا۔ عجیب تر بات یہ بھی سنلو کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بھی حدیث غدیر میں لفظِ مولے کے معنے اولےٰ ہی سمجھے ہیں ۔

صواعق محرقہ مطبوعہ میمنیہ مصر صفحہ ۲۷ سطر ۲۲ میں علامہ ابن حجر مکی لفظ مولے کو بمعنے اولے حدیث غدیر میں تسلیم کرتے ہوئے رقم طراز ہے بل ھوا واقع اذھو الذی فھمہ ابوبکر وعمر و ناھیک بھما من الحدیث فانھما لما سمعاہ قالا لہ امسیت یا ابن ابی طالب مولی کل مومن ومومنۃ اخرجہ الدارقطنی و اخرج ایضاً انہ قیل لعمر انک تصنع بعلی شیئًا لا تصنعہ باحد من اصحاب النبی صلعم فقال انہ مولای انتہی بلفظہٖ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث غدیر میں یوں ہی واقعہ ہوا ہے کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرتِ عمر نے بھی لفظ مولے کے معنے اولے ہی سمجھے ہیں کیونکہ اِن دو صاحبوں نے جب یہ حدیث غدیر پیغمبر صلعم سے سنی ہے تو دونوں نے کہا ہے اے علی شب کی ہے تم نے جبکہ تم ہر مومن اور مومنہ کے مولے ہو گئے تھے ۔ اخراج کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور نیز اخراج کیا ہے یہ بھی کہ حضرت عمر سے کہا گیا کہ آپ علی کی جس قدر عزت کرتے ہیں کیوں کسی اور صحابی رسول کی اتنی عزت نہیں کرتے عمر نے جواب میں کہا انہ مولای اس لئے ان کی عزت کرتا ہوں کہ وہ میرا مولا ہے ۔

فرمایا۔ دوستو ؟ خفا نہ ہونا ۔ ایک مثال مشہور ہے کہ بکری نے دودھ تو دیا مگر اس میں مینگنیاں بھی ڈال دیں ۔ تو بتاؤ وہ دودھ کس کام کا حضرت عمر نے بلاشبہ یہ ضرور کہا ہے کہ علی میرا مولا ہے مگر اس کے بعد وہ عملی صورت میں خود ان کے مولا بن بیٹھے تو بتاؤ پہلے اس زبانی عزت کرنے کیا حاصل

فرمایا جن لوگوں کو مولے کے معنے اولے کرنے سے انکار تھا کاش اسلاف آئمہ اہلسنت سے ان کو شرم دامنگیر ہوتی جن قائلین معنے اولے کے نام میں بیان کر چکا ہوں خاصکر حضرات شیخین کے اعتراف کے بعد تو ان کو اب علی کے مولے بمعنے اولے بہ تصرف ہونے کا ضرور اقرار کر لینا چاہیے ۔ ورنہ اس معنے میں مخالفت شیخین کرنے سے ان کی تسفیہ تحمیق

اور تجہیل کے یہ لوگ باعث ہوں گے

خواص الامہ کے صفحہ ۲۰ سطر ۴ میں سبط الجوزی نے لفظ مولیٰ کے نو معنوں کی حدیث غدیر میں مخالفت کی ہے مگر دسویں معنے اولےٰ کو علی کے حق میں تائید کرتے ہوئے فرمایا ہے فتعین الوجہ العاشر وھو الاولیٰ ومعناہ من کنت اولیٰ بہ من نفسہ فعلی اولیٰ بہ وقد صرح بھذا المعنی الحافظ ابوالفرج یحییٰ بن السعید الثقفی الاصبھانی فی کتابہ المسمیٰ بمرج البحرین فانہ روی ھذا الحدیث باسنادہ الی مشایخہ وقال فیہ فاخذ رسول اللہ صلعم بید علی علیہ السلام فقال من کنت ولیہ واولیٰ بہ من نفسہ فعلی ولیہ فعلم ان جمیع المعانی راجعۃ الی الوجہ العاشر ودل علیہ ایضاً قولہ علیہ السلام الست اولیٰ بالمومنین من انفسھم وھذا النص صریح فی اثبات امامتہ وقبول طاعتہ انتہیٰ بلفظہ

یعنے جبکہ حدیث غدیر میں نو وجہیں مذکورہ صحیح نہیں تو پھر مولےٰ دسویں معنے ہی درست ہوئے جس سے مراد علی کا اولےٰ بتصرف ہونا ہے اور معنے حدیث کے یوں ہونگے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا جس کے نفس پر میں اولےٰ ہوں اس کے نفس پر علی بھی اولےٰ ہے۔ یہ تحقیق کہ اسی معنے کی تصریح کی ہے۔ حافظ ابوالفرج یحییٰ بن سعید ثقفی اصفہانی نے اپنی کتاب مرج البحرین میں کہ اس نے روایت کی ہے اس حدیث کو اپنی اسناد سے اپنے مشائخ کی طرف اور کہا ہے اس میں پیغمبر اسلام نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ہے کہ جس کے نفس پر میں ولی اور اولےٰ ہوں یہ علی بھی اس کا ولی ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ لفظ مولےٰ کے جملہ معانی دسویں وجہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسی پر پیغمبر صلعم کا قول بھی دلالت کرتا ہے جو انہوں نے فرمایا تھا کہ آیا میں مومنوں کی جانوں پر اولےٰ بتصرف نہیں ہوں اور یہ جناب امیر علیہ السلام کی اثبات امامت اور قبول طاعت پر نص صریح ہے۔

فرمایا دوستو؟ کیا اب بھی تم کھسکتے ہو کہ اس کے بعد بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اب کافی سے زیادہ اس پر میں روشنی

ڈال چکا ہوں۔ محققین کے لئے اب مناسب یہی ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے ان پیش کردہ دلایل میں نظر غائر ڈالیں اور محولہ کتابوں میں اصل عبارتیں پڑھ کر حق کی متابعت کریں کیونکہ نجات صرف تمسک حق پر ہی منحصر ہے و ما ذا بعد الحق الا الضلال

حدیث غدیر کی تصحیح ہونے پر آئمہ محدثین اہلسنت کا اقرار

فرمایا دوستو عزیزو! یاد رکھو یہ حدیث غدیر جس کی تبلیغ اس قدر اہتمام کے ساتھ کی گئی ہو اس کی شہرت اور تواتر لفظی و معنوی سے کون ناواقف رہ سکتا ہے یہ حدیث اس قدر طرق کثیرہ سے روایت ہوئی ہے کہ بعض مشہور اور ثقہ محدثین اہل سنت نے ان کے جمع کرنے میں بڑی بڑی ضخیم جلدیں تحریر کی ہیں۔

فرمایا کہ سب سے اول امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید طبری المتوفی ۳۱۰ھ صاحب تاریخ الرسل والملوک نے جن کی نسبت امام سیوطی کتاب التنبیہ بمن یبعثہ اللہ علی راس کل مائۃ لکھتے ہیں قال ابن خزیمہ ما اعلم علی الارض اعلم من جریر) اس حدیث کو پچھتر طریقوں سے روایت کر کے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور نام کتاب الولایت رکھا ہے جس کے کثرت طرق کو دیکھ کر امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہیں الف محمد بن جریر فیہ کتابا وقفت علیہ فاندھشت لکثرۃ طرقہ۔ یعنی اس حدیث غدیر کے متعلق محمد بن جریر طبری نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے میں اس کے کثرت طرق کو دیکھ کر بیہوش ہو گیا۔

ارشاد کیا اور سنیئے حافظ ابو العباس احمد بن محمد بن سعید بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن زیاد بن عبد اللہ بن عجلان العقدی الکوفی معروف بابن عقدہ نے جن کے علم و فضل کی شہادت حافظ خطیب اپنی تاریخ بغداد میں بیان کرتے ہیں ۳۳۰ھ میں حدیث غدیر کو روایت کیا چنانچہ حافظ ابن حجر اپنی کتاب صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ - انہ حدیث صحیح لا مریۃ فیہ وقد اخرجہ جماعۃ کالترمذی والنسائی واحمد وکثیر الطرقہ جدا وقد استوعبہا ابن عقدہ فی کتاب مفرد وکثیر من

اسانید ھا صحاح وحسان یعنے حدیث غدیر صحیح ہے کوئی شبہ اس میں نہیں اور اس کو ایک جماعت ترمذی نسائی اور احمد جیسوں نے تخریج کیا ہے اور اس کے بہت سے طریقے ہیں۔ ابن عقدہ نے ایک کتاب میں اس کے طریقوں کو جمع کیا ہے جس کی سندیں اکثر صحیح اور حسن ہیں

فرمایا مرزا محمد معتمد خاں۔ نزل الابرار میں حدیث غدیر کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اس کی صحت میں متعصب منکر کے سوا کسی نے کلام نہیں کیا شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین   المطالب میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تضعیف کرنیوالے کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ علم حدیث سے بے خبر ہے۔ حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل تذکرہ صاحب مستدرک فرماتے ہیں حدیث غدیر کے لیے بہت طریقے ہیں میں نے ایک مستقل رسالہ میں تفرید کی ہے۔

ملا علی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں بے شک یہ حدیث (غدیر) صحیح ہے جس میں کسی طرح کا شبہ نہیں بعض حافظوں نے اس کو متواترات میں سے شمار کیا ہے۔

حافظ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی اربعین میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غدیر آں حضرت صلعم سے متواتر روایت ہوئی ہے۔

علامہ ضیاء الدین صالح بن مہدی المقبلی کتاب ابحاث مسددہ میں فرماتے ہیں حدیث غدیر ان احادیث میں سے ہے جو بنا بہت صحیح اور متواتر روایات ہیں۔

عبدالرؤف مناوی تیسیر شرح جامع الصغیر مصنفہ سیوطی میں فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے۔

حافظ نور الدین حلبی کتاب انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے جنھوں نے قدح کی ہے ان کے اقوال قابل التفات نہیں ہیں

حافظ احمد بن محمد العاصمی کتاب زین الفتی میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امت نے قبول کیا ہے اور یہ حدیث اصول کے بالکل موافق ہے

حافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی کتاب صراط السوی میں فرماتے ہیں کہ حافظ ذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور جیسے

کہ ہم نے ذکر کیا ہے اس پر جمہور اہلسنت کا اتفاق ہے

حافظ ابوالقاسم فضل بن محمد فرماتے ہیں جیسا کہ فقیہ ابن مغازلی اپنے مناقب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث آں حضرت صلعم سے نہایت صحت کے ساتھ روایت ہوئی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور محدثین کی ایک جماعت نے مثل ترمذی نسائی اور امام احمد حنبل کے اس کی تخریج کی ہے اور اس حدیث کے بہت سے طریقے ہیں۔

مرزا محمد دم بن میر عبدالباقی نواقض الروافض میں کہتے ہیں کہ۔ اگر تو مجھ سے حدیث غدیر متواتر کی نسبت سوال کرے تو میں تجھ سے اسکا ملخص بیان کرتا ہوں۔

محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر یمنی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ میں لکھتے ہیں کہ حدیث غدیر اکثر ائمہ کے نزدیک متواتر ہے۔

علامہ محمد صدر عالم کتاب معارج العلے میں لکھتے ہیں کہ آگاہ ہو حدیث من کنت مولاہ حافظ سیوطی کے نزدیک متواترات سے ہے جیسا کہ صاحب موصوف نے قطف الازہار میں لکھا ہے میں اس حدیث کے طریقوں کو شمار کر کے دکھاتا ہوں تاکہ اس کا متواتر ہونا واضح ہو۔ الخ

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کتاب سیف المسلول میں رقمطراز ہیں۔ کہ این حدیث بدرجہ تواتر رسیدہ است و از سی کس اصحاب از انہا علی و ایوب و زید بن ارقم و براء بن عازب و عمر و انس و جریر بن عبداللہ بجلی و مالک بن حویرث و ابوسعید الخدری و طلحہ و ابوطفیل و حذیفہ بن اسید وغیرہ مروی گشتہ و جمہور محدثین این حدیث را در صحاح و سنن و مسانید روایات کردہ اند انتہیٰ۔

پھر فرمایا سنئے ہو علامہ ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ الحسکانی المتوفی ۴۷۰ھ نے بھی حدیث غدیر کے اسناد کو ایک بارہ جز کے رسالہ میں جمع کر کے اس کا نام دعاۃ الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ رکھا ہے

فرمایا علامہ ابوسعید مسعود بن ناصر السجزی السجستانی المتوفی ۴۷۷ھ نے

بھی حدیث غدیر کو ایک سو بیس صحابہ سے روایت کر کے سترہ جزء کا رسالہ
لکھا اور اس کا نام درایہ حدیث الولایہ رکھا۔

فرمایا اسی طرح حافظ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے
ایک رسالہ میں حدیث غدیر کے طریقوں کو جمع کیا ہے چنانچہ مصنف صاحب
کنز الدقائق میں بذیل ترجمہ عبداللہ بن الحاکم لکھتے ہیں واما حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طرق جیدۃ وقد افردت ذلک بالتصنیف

ارشاد کیا کہ ابن کثیر شامی ابو المعالی جوینی سے نقل کرتے ہیں انہ کان
یتعجب ویقول شاھدت مجلداً ببغداد فی ید صحاف فیہ روایات
ھذا الخبر مکتوباً علیہ المجلدۃ الثامنۃ والعشرون من طرق من کنت
مولاہ فعلی مولاہ ویتلوہ المجلدۃ التاسعۃ والعشرون یعنی ابو المعالی جوینی
تعجب کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے بغداد میں صحاف کے
پاس اس حدیث غدیر کی روایت کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی اس پر
لکھا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے متعلق یہ اٹھائیسویں جلد ہے۔
اس کے بعد انتیسویں جلد لکھی جائے گی۔

فرمایا دوستو! ان تمام شواہد کثیرہ اور دلائل وغیرہ کے بعد کوئی کور
باطن ہی ایسا ہوگا جو اپنے تمام ان آئمہ محدثین اہل سنت کی تکذیب
تجہیل اور تسفیہ کر کے حدیث غدیر کی صحت سے انکار کر دے اور اس
کا نتیجہ خود اپنی جہالت مرکبہ اور عناد آلِ محمد علیہم السلام پر ظاہر کر کے خسر الدنیا
والآخرہ کا مصداق ہوگا۔

حدیث غدیر پر علی علیہ السلام کا استشہاد کرنا

فرمایا دوستو یاد رکھو کہ رحبہ میں امیر المومنین علی علیہ السلام کا حدیث
غدیر پر استشہاد بھی ثبوت حدیث غدیر کے لئے حجت قاطعہ ہے جس کو
علماء محدثین نے ذکر کیا ہے۔

مسند امام حنبل مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۶۶ سطر ۱۷ میں مرقوم ہے بروایت
سماک بن عبید بن الولید العبسی کہ اس نے کہا میں عبدالرحمن بن ابی
لیلیٰ پر داخل ہوا پس اس نے حدیث کی اور مجھے خبر دی کہ انہ شہد علیاً

فی الوجہ قال انشد اللہ رجلاً سمعا رسول اللہ صلعم و شہدہ یوم غدیر خم الا قام ولا یقوم الا من قد راہ فقام اثنا عشر رجلاً فقالوا قد رائیناہ وسمعناہ حیث اخذ بیدہ یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ فقام الا ثلثۃ لم یقوموا فدعی علیہم فاصابتہم دعوتہ انتہے بلفظہٖ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مقام رحبہ میں طلب شہادت کی حدیث غدیر پر کہ جس شخص نے بروز غدیر خم پیغمبر سے یہ حدیث سنی ہو بیان کرے پس بارہ آدمی کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ہم نے دیکھا اور سنا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا غدیر کے روز کہ جسکا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولی ہے الخ ۔ پس تین آدمی شہادت کے لئے کھڑے نہیں ہوئے پس علی نے ان کے لئے بد دعا کی اور بد دعا میں وہ مبتلا ہو گئے ۔

شواہد النبوت مطبوعہ مطبع فتح الکریم بمبئی ۱۳۰۲ھ صفحہ ۲۰۸ میں ملا جامی رقمطراز ہے کہ ۔ واز انجملہ آنست کہ روزے بر حاضران مجلس سوگند داد کہ ہر کہ از رسول صلعم شنیدہ است کہ گفتہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ گواہی دہد و دوازدہ تن از انصار حاضر بودند گواہی دادند یکے دیگر کہ ان را از رسول اللہ صلعم شنیدہ بود حاضر بود اما گواہی نہ داد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ اے فلاں تو چرا گواہی نہ دادی با آنکہ تو ہم شنیدہ گفت من پیر شدہ ام و فراموش کردہ ام ۔ امیر گفت کہ خداوندا اگر این شخص دروغ میگوید سفیدی بر بشرہ وے ظاہر گردان کہ آن را عمامہ نپوشد ۔ راوی گوید کہ واللہ من آں شخص را دیدم کہ سفیدی بر میان دو چشم وے دراں ساعت آمدہ بود واز انجملہ آنست کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ من در ہماں مجلس یا مثل آں حاضر بودم ومن نیز از انجملہ بودم کہ شنیدہ بودم اما گواہی ندادم و آں را پنہاں داشتم ۔ خدای تعالی چشم مرا ببرد و گویند کہ ہمیشہ بر فوت آں شہادت اظہار ندامت می کرد واز خدای تعالی آمرزش میخواست " انتہے بلفظہٖ

فرمایا دوستو ؛ حیف صد حیف کیا ہو گیا ان لوگوں کو جو حق کو یوں

صرف لکھ بھی دیتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے - اب تم ہی غور کرو کہ ملا جامی کی اس عبارت سے کیا نتیجہ ہوا یہی نا کہ سنیوں کا بنایا ہوا کلیہ کہ الصحابۃ کلہم عدول بالکلیہ ٹوٹ گیا - کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کتمان شہادت حق کرے اور عتاب و تحدید آیت لا تکتموا الشہادۃ سے مطلق نہ ڈرے اور اس گناہ عظیم کے سبب سے عذاب خدا میں بھی مبتلا ہو جائے اور یہ عذاب نابینائی کی صورت میں ظاہر ہو جائے اور پھر عدالت اس کی بھی قائم رہے (حاشا وکلا)

فرمایا یہ بات نظر انداز نہ کیجئے گا کہ یہ کون سا کتمان ہے یہ کتمان حدیث پیغمبر اسلام ہے جس کا فرمان ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی سے موصوف ہے - پس اس شہادت حدیث کا کتمان درحقیقت وحی خدا کا کتمان ہے جس کی سزا قرآن میں موجود ہے الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون یعنے جو لوگ کہ چھپاتے ہیں اس کو جو نازل کیا ہے ہم نے روشن دلیلوں سے اور ہدایت سے بعد اس کے کہ بیان کر دیا ہے اس کو واسطے لوگوں کے کتاب میں ان پر لعنت کرتا ہے خدا اور لعنت کرتے ہیں انپر لعنت کرنے والے -

فرمایا - اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرور بعض صحابہ حق جناب امیر علیہ السلام کا اخفاء اور کتمان کرتے رہے ہیں اور اس بات میں مطلقاً وہ خدا سے نہیں ڈرے اور اس طرح عوام کی زبان بندی کی غرض سے اجماع کا ڈھانچ کھڑا کر کے علی کی خلافت منصوصہ خدا و رسول کے غاصب بن بیٹھے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون -

امام نسائی نے بارہ کی تعداد لکھی ہے بعضوں نے آٹھ صحابی لکھے ہیں اور بعض محدثین نے چالیس کی تعداد بیان کی ہے ان میں انس بن مالک کا نام بھی ذکر کیا گیا ہے اور انہی کی پیشانی پر مرض برص کتمان شہادت پر علی کی بد دعا سے ظاہر ہوا تھا - زید بن ارقم اور جمیع بن عمیر دونوں نابینا ہو گئے - اشعث بھی مبتلا بعذاب ہوا - براء بن عازب عزیزوں سے مہاجرت اور غربت کی موت کرنے میں مبتلا ہوا - ایک نفر مرض جنون اور

دیوانگی میں مبتلا ہوا اور ایک دوسرا شخص قتل اور جنگ وخون میں ہلاک ہوگیا۔ غرض یہ اٹھارہ نفر کتمان شہادت مختلف مصیبتوں اور عذابوں میں گرفتار ہوئے یہ ہے کتمان حق کا نتیجہ۔ ہم سب کو اس مرض کتمانِ حق سے خدای تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔

آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناپ ۶ع ۵

فرمایا دوستو! آیت تبلیغ (یا ایہا الرسول بلغ الخ) اور حدیث غدیر کا آغاز تو تم سن چکے اب اس کا انجام بھی سن لو کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام جب بحکم بلغ ما انزل الیک من ربک الخ حدیث غدیر تبلیغ کر چکے تو اسی وقت حضرت جبرئیل رب جلیل کی طرف سے نازل ہوئے۔ آداب رسالت کو ادا کرنے کے بعد کہا ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقرء ک السلام ویخصک بالتحیۃ والاکرام ویقول کہ حضور خداوند علام بعد تحفہ تحیۃ وسلام کے فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کہ حضور میں آج کے روز (۱۸۔ ذالحجہ) کو میں نے تیرے دین کو کامل کردیا تمہارے لئے دین ودنیا کی سب نعمتیں کامل پوری کردیں اور میں تمہارے دین اسلام سے راضی ہوگیا۔ پیغمبر اسلام فوراً سجدہ میں گر پڑے اور حسب ذیل الفاظ میں ان غیر متناہی خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء ربی برسالتی وولایۃ علی ابن ابی طالب یعنے شکر ہے خدا کا کہ اس نے دین اسلام کو کامل کردیا اور نعمتوں کو پورا کیا اور میری رسالت اور علی ابن ابی طالب کی خلافت۔ امامت اور ولایت کی تبلیغ ہوجانے پر وہ راضی ہوگیا اور خوشنود ہوا۔

تفسیر در منثور جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۹ سطر ۲ میں امام جلال الدین سیوطی بروایت ابی سعید خدری حسب ذیل رقمطراز ہیں قال لما نصب رسول اللہ صلعم علیاً یوم غدیر خم فنادی لہ بالولایۃ ھبط جبرئیل علیہ السلام بھذہ الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ۔ انتہے بلفظہ

یعنے کہا ابوسعید خدری نے جبکہ پیغمبر اسلام نے غدیر خم کے روز علی علیہ السلام کو خلافت اور ولایت کے لئے نصب کیا ہے اور پیغمبر صلعم نے جب ان کی ولایت کا اعلان کیا ہے تو فوراً ہی جبریل یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ لے کر حضور پیغمبر صلعم پر نازل ہوئے ہیں۔

ایضاً صفحہ ۲۵۹ سطر ۳ ابوہریرہ سے نقل کیا ہے قال لما کان یوم غدیر خم وھو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ قال النبی صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم الا یۃ انتہے بلفظہ یعنے ابوہریرہ نے کہا ہے کہ غدیر خم کے روز جو کہ اٹھارہ تاریخ ذی الحجہ کو تھا پیغمبر اسلام علیہ السلام نے فرمایا میں جس کا مولا ہوں علی بھی اس کا مولے ہے پس اسی روز خدا تعالے نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل کی ارشاد کیا دوستو! سنتے ہو چھپانے سے کہیں حق مخفی رہ سکتا ہے قدرت نے مخالفین کے ہاتھوں سے ہی حق کو کس کس رنگ میں ظاہر کر دیا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

فرمایا یہ آیت اکمال دین و اتمام نعمت کوئی معمولی آیت نہیں ہے اس میں غور کرو۔ کہ خدا نے اس آیت کو کلمہ "الیوم" سے شروع کیا ہے جس کے معنے ہیں خاص آج کے روز اور ابوہریرہ کی مذکورہ روایت میں الیوم کی تشریح میں ۱۸ ذی الحجہ کی تاریخ مقررہ بیان کیگئی ہے جس روز پیغمبر صلعم نے علی کی خلافت کا اعلان کیا ہے جس سے صاف ثابت ہوا کہ علی کی خلافت مقرر اور اعلان ہونے پر دین کا کامل ہونا نعمتوں کا پورا ہونا۔ اسلام سے راضی ہونا خدا تعالے نے ظاہر کیا ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ لازماً اعلان خلافت علی علیہ السلام سے پہلے نہ تو دین ہی کامل تھا اور نہ نعمتیں پوری ہو چکی تھیں اور دین کے ناقص ہونے کی وجہ سے خدا بھی دین ناقص سے راضی نہ تھا ورنہ باعتراف آئمہ اہلسنت اس خاص تبلیغ کے موقعہ پر یہ آیت کیوں نازل ہوئی۔

فرمایا پس سمجھ لو کہ اس میں بالصراحت دلالت ہے کہ جو کچھ کمی پیغمبر اسلام کی وفات تک دین اسلام میں رہ گئی تھی وہ صرف علی کی تقرر

خلافت نے بنص الآیات اس کو پورا کر دیا۔ پس کامل الدین صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے اکمال دین کے اس باعث کو مان لیا ہے اور جس نے اس کو انکار کر دیا وہ لازماً کامل الدین نہیں رہا۔

ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۵ سطر ۱۲ میں امام الشیخ سلیمان قندوزی حنفی شان نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم بروایت امیر المومنین علی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا قال الستم تعلمون ان اللہ عز وجل مولای و انا مولی المومنین و انا اولی بہم من انفسہم قالوا بلی یا رسول اللہ فقال اخذ بیدی من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ فقام سلمان و قال یا رسول اللہ ولاء علی ما ذا قال ولاء کولائی من کنت اولی بہ من نفسہ فعلی اولی بہ من نفسہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا فقال صلعم اللہ اکبر باکمال الدین و اتمام النعمۃ و رضاء ربی برسالتی و ولایۃ علی بعدی قالوا یا رسول اللہ ہذہ الآیات فی علی خاصۃ قال بلی فیہ و فی اوصیائی الی یوم القیمۃ قالوا بینہم لنا قال علی اخی و وارثی و وصی و ولی کل مومن بعدی ثم ابنی الحسن ثم الحسین ثم التسعۃ من ولد الحسین القرآن معہم و ہم مع القرآن لا یفارقونہ و لا یفارقہم حتی یردوا علی الحوض انتہی بلفظہ

یعنے پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے فرمایا۔ کیا تم جانتے نہیں کہ خدا میرا مولے اور میں مومنوں کا مولے ہوں اور میں ان پر ان کے نفسوں سے بھی زیادہ اولے ہوں سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ پس میرا ہاتھ پکڑ کے ارشاد کیا جسکا میں مولے ہوں یہ علی بھی اس کا مولیٰ ہے خدایا تو دوست رکھ اس کے دوست رکھنے والے کو اور دشمن رکھ اس کے دشمن رکھنے والے کو پس سلمان فارسی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ولاء علی سے کیا مراد ہے فرمایا اے سلمان اس کی ولاء میری ولاء کی طرح جس کے نفس پر میں اولے متصرف ہوں علی بھی اولے متصرف اس کے نفس پر ہے اس وقت آیت اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی اس پر رسول اللہ صلعم نے کہا خدا بزرگ ہے جس نے دین کو کامل کیا اور نعمتیں پوری کیں اور راضی ہوا

خدا میرا میری رسالت اور علی کی ولایت پر جو بعد میرے ہے
اس وقت لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ آیتیں کیا خاص علی
کے حق میں اتری ہیں۔ فرمایا ہاں علی کے حق میں اتری ہیں اور
قیامت تک جو لوگ میرے اوصیا ہیں ان کے حق میں اتری ہیں۔
لوگوں نے کہا حضور ان اوصیاء کو ظاہر کر دیجئے فرمایا وہ علی ہیں جو
بھائی۔ وارث اور وصی ہیں میرے اور متولی و مولےٰ ہیں ہر مومن
کے بعد میرے ان کے بعد میرا بیٹا حسن ہے ان کے بعد میرا بیٹا حسین
ہے ان کے بعد اولاد حسین نو فرزند ہیں جن کے ہمراہ قرآن ہے
اور وہ قرآن کے ہمراہ ہیں۔ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک
کہ حوض کوثر پر میرے تک نہ پہونچ جائیں۔

فرمایا دوستو اس سے زیادہ وضاحت کیا ہو سکتی ہے کہ ایک ایسا مُسَلَّم
امام حنیفی ایسی واضحۃ الدلالت حدیث درج کر جاتے ہیں کہ جس سے
باطلہ خلافت کے تمام منصوبوں پر پانی پھر جاتا ہے اور ولایت و
وصایت رسول اسلام علیہ السلام کے حقدار تمام بنام الی القیامت ثابت ہو
جاتے ہیں کہ آئندہ شک وشبہ کی گنجائش ہی مسئلہ خلافت رسول میں باقی
نہیں رہتی جس کے بعد ہر متدین محقق کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ پیغمبر اسلام
کے خود مقرر کردہ اپنے خلیفے جانشین وصی اور ولی عہد علی سے مہدیؑ تک
بارہ کی تعداد میں جب موجود ہیں تو اجماعی ڈھکوسلہ کے مصنوعی خلیفے ان کے
مقابلہ میں جانشینی پیغمبر اسلام کے کسی طرح حقدار نہیں ٹھہر سکتے اور اسکا
علم حاصل ہو جانے کے بعد بھی ان مصنوعی خلیفوں سے کسی کا حسن ظن رکھنا
خدا کی قسم سخت گناہ اور دانشمندی کے سراسر خلاف ہے۔ میں خیال کرتا
ہوں کہ اس کے بعد تمہارا ضمیر خود تم کو تمسک حق اور ترک باطل کے لئے مجبور
کریگا اور جاء الحق وزھق الباطل کا پورا نظارہ دکھا دیگا۔

ما نزل من القرآن فی علی میں امام حافظ ابو نعیم نے ابو سعید خدری
سے نقل کیا ہے ان رسول اللہ صلعم دعی الناس فی غدیر خم وامر بما تحت
الشجرۃ من شوک فقم فکان ذالک یوم الخمیس فدعا علیاً فاخذ بضبعیہ
فرفعہ حتی نظر الناس بیاض ابطی رسول اللہ صلعم فقال من کنت

مولاہ فعلی مولاہ ثم لم یتفرقوا حتی نزلت ھذہ الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الایۃ فقال رسول اللہ صلعم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء الرب برسالتی وبالولایۃ لعلی ابن ابیطالب

یعنے غدیر خم کے روز پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے لوگوں کو بلا کر درخت کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم کیا۔ وہاں سے کانٹوں کو جھاڑو سے دور کیا گیا۔ پھر آپ نے علی کو بلوا کر ان کے دونوں بازو پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت کے بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر آپ نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔ ابھی لوگ متفرق اور منتشر نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت اکمال دین نازل ہوئی کہ آج کے روز میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کیا ہے اور میں نے اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے پس جناب پیغمبر صلعم نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہو جانے اور نعمت کے پورا ہونے اور میری رسالت اور علی کی ولایت سے خدا کے راضی ہونے پر

عن ابی ھریرہ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ وھو یوم غدیر خم لما اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بید علی فقال الست اولی بالمومنین من انفسھم قالوا نعم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا علی ابن طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم ومن صام ذلک الیوم کتب لہ صیام ستین شھرا (اخرجہ ابن مغازلی وابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی)

یعنے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ذی الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو جو غدیر خم کا روز ہے جبکہ آں حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ کیا میں سب مومنوں کی جان سے اولے نہیں ہوں اور لوگوں نے عرض کیا بے شک یا رسول اللہ آپ ہماری جان سے اولے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا جسکا کہ میں مولے ہوں علی بھی اس کا مولے ہے اور عمر بن الخطاب کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابیطالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولے بن گیا ہے اس وقت خدا نے

یہ آیت اکمال الدین کہ آج ۱۸ ذیحجہ کو میں نے کامل کیا ہے تمہارے لئے تمہارے دین کو اور میں نے پوری کی ہے تم پر اپنی نعمتیں اس روز جو روزہ رکھے اس کے لئے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

امام صالحانی نے بھی آیت اکمال الدین کے شان نزول میں مجاہد کی یہ روایت نقل کی ہے کہ قال نزلت ھذہ الآیۃ بغدیر خم یعنے یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ غدیر خم میں نازل ہوئی ہے۔

خواص الائمہ مطبوعہ ایران صفحہ ۱۸ سطر ۱۷ میں علامہ سبط جوزی نے لکھا ہے لما قال النبی صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ نزل قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی یعنے جس وقت پیغمبر صلعم نے فرمایا جسکا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے اس وقت آیت اکمال دین نازل ہوئی۔

فرمایا سنتے ہو دوستو! اگر ہر ایک محدث کی عبارت پڑھ کر بتاتا جاؤں تو طول ہوگا۔ سب محدثین نے شان نزول اس آیت اکمال دین کا یہی لکھا ہے ان کی تعداد بکثرت ہے نگران ہیں (۱) احمد بن موسے بن مردویہ اصفہانی (۲) امام حافظ ابو نعیم اصفہانی (۳) موفق بن احمد معروف با خطیب خوارزم (۴) محمد بن علی بن ابراہیم نطنزی (۵) ابو حامد بن محمد بن حسین بن یحیےٰ صالحانی (۶) ابراہیم بن الحمویا لحموینی (۷) ابن عساکر (۸) امام ثعلبی (۹) ابو القاسم حسکانی (۱۰) حافظ ابن عقدہ (۱۱) امام جوزی (۱۲) ابن المنذر (۱۳) امام حافظ ابن عقدہ وغیرہ وغیرہ ان میں ممتاز اور قابل ذکر لوگ ہیں۔

ارشاد کیا عزیزو! اب اس سے ایک محقق آدمی تعصب کو چھوڑ کر اچھی طرح سمجھ سکتا کہ ۱۸ ذیحجہ کو ایسا ہی عظیم الشان جلیل المرتبہ امر واقع ہوا ہے۔ جس کی وجہ تاریخ کو اکمال دین اتمام نعمت اور پروردگار کی خوشنودی دین اسلام سے حاصل ہوئی ہے چونکہ باعتراف آئمہ محدثین اہل سنت اس مذکورہ تاریخ کو سوائے امامت خلافت اور ولایت عہد امیر المومنین علی علیہ السلام کے یقیناً اور کوئی امر وقوع میں نہیں آیا ہے۔ اس لئے اب ثابت ہوا کہ توحید اور نبوت کے بعد امامت اور خلافت مرتضےٰ علی علیہ السلام اصل

فخیم اور رکنِ عظیم ارکان اصول دین سے ہے ورنہ اس کے تقرر و تعین پر ایسی عظیم الشان بشارت کیوں نازل ہوتی۔

فرمایا۔ یاد رکھو کہ اس وقت بحکم پیغمبر ایک خیمہ نصب کیا گیا جس میں علی بیٹھے ہوئے تھے اور ہر ایک صحابی اندر جاتا اور علی کے ہاتھ پر بیعت کر کے باہر چلا آتا اول من بایع عمر ثم ابوبکر ثم عثمان ثم طلحہ ثم زبیر و کانوا یبایعون ثلاثۃ ایام متوالیۃ یعنی سب سے پہلے جس نے علی کے ہاتھ پر بیعت کی وہ عمر خطاب تھے ان کے بعد حضرت ابوبکر نے بیعت کی ان کے بعد حضرت عثمان پھر طلحہ اور زبیر نے بھی بیعت کی اور یوں ہی تین دن اور رات بیعت ہوتی رہی

فرمایا عزیزو۔ اس قدر وضاحت کے بعد اب علی علیہ السلام کی خلافت اور ولی عہدی میں کسی بے تعصب منصف عقلمند کو قطعاً شبہ باقی نہیں رہ سکتا جو اس قدر وضاحت اور صراحت کے بعد بھی اجماعی خلافت کو علی کی منصوصی خلافت پر ترجیح دے سکے اس عظیم الشان اہتمام کو جو خدا کی طرف سے جبریل کے ذریعہ رسول اسلام علیہ و آلہ السلام نے علی کی جانشینی اور ولی عہدی میں بذات خاص کیا ہے اس کے مقابلہ میں اجماعی خلافت کا ڈھکوسلہ کسی طالب نجات کی مبصر نظر میں اب وقیع نہیں ہو سکتا آپ دیکھیں گے کہ آج کی اس تقریر کے بعد جو لوگ کہ حقیقت مرتضویہ اور حقیقت علویہ کو نصوص قطعیہ قاطعہ مذکورہ سے سمجھ گئے ہیں اب وہ علی اور آلِ علی کے سوا دنیا میں دین کا خلیفہ اور امام کسی اور کو قطعاً نہیں سمجھیں گے آئندہ ان کا اعتقاد حسب ذیل ہوگا۔

زمشرق تا بمغرب گر امام است
علی و آل او ما را تمام است

آیت سئل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع پ ۲۹ ع ۷

فرمایا سنتے ہو۔ یہ آیت مجیدہ سئل سائل الخ اکابر آئمہ محدثین اور مفسرین اہل سنت کے اعتراف کے مطابق حرث بن نعمان فہری کے متعلق

نازل ہوئی ہے۔

تذکرہ خواص الامہ مطبوعہ ایران صفحہ ۱۹ سطر (۱) میں امام سبط جوزی نے حسب ذیل اسکا شان نزول نقل کیا ہے۔

ان النبی صلعم لما قال طار فی الاقطار وشاع فی البلاد والامصار فبلغ ذلک الحرث بن النعمان الفہری فاتاہ علی ناقۃ لہ فاناخہا علی باب المسجد ثم عقلہا وجاء فدخل فی المسجد فجثا بین یدی رسول اللہ صلعم فقال یا محمد انک امرتنا ان نشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلنا منک ذلک و انک امرتنا ان نصلی خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ ولصوم رمضان وبحج البیت ونزکی اموالنا فقبلنا منک ذلک ثم لم ترض لہذا حتی رفعت بضبعی ابن عمک وفضلتہ علی الناس وقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فہذا منک او من اللہ فقال رسول اللہ صلعم وقد احمرت عیناہ واللہ الذی لا الہ الا ہو انہ من اللہ ولیس منی قالہا ثلاثا فقام الحرث وہو یقول اللہم ان کان ما یقول محمد حقا فارسل من السماء علینا حجارۃ او ائتنا بعذاب الیم قال فواللہ ما بلغ ناقتہ حتی رماہ اللہ من السماء بحجر فوقع علی ہامتہ فخرج من دبرہ ومات وانزل اللہ تعالی سل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع انتہی بلفظہٖ

یعنے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے بروز غدیر خم علیؑ کے متعلق فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور یہ حدیث سب کہیں پہونچگئی تو حرث بن نعمان فہری یہ سنکر پیغمبر صلعم کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر حضور سے عرض کرنے لگا یا محمد صلعم آپ نے ہمیں لا الہ الا اللہ پر گواہی دینے کے لیے حکم دیا۔ ہم نے اس بات کو آپ سے مان لیا پھر آپ نے پانچ نمازوں کا حکم روزانہ ہمیں دیا وہ ہم نے آپ سے مان لیا۔ پھر آپ نے ہم کو ماہِ رمضان کے روزوں کے لیے حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ سے مان لیا پھر آپ نے ہم کو حج کرنے کا حکم دیا وہ بھی قبول کیا۔ اس کے بعد آپ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کے لیے حکم دیا ہم نے وہ آپ کا فرمان قبول کیا۔ اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپ نے اپنے ابن عم کے بازو

کو پکڑ کر اُٹھایا اور ان کو ہم پر آپ نے فضیلت دی اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا - آیا یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا خدا نے حکم دیا ہے - یہ سنکر پیغمبر صلعم کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں اور فرمایا قسم ہے اس کی جس کے سواء کوئی خدا نہیں - یہ خدا کا حکم ہے - حرث بن نعمان یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف لوٹ آیا - اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلعم فرماتے ہیں سچ ہے کہ تو نے مولے بنایا تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب پہنچا جب وہ اونٹنی کے پاس پہونچا خدائے تعالےٰ نے اس پر ایک آسمانی پتھر پھینکا جو اس کے سر پر لگا اور مقعد کی راہ سے نکل گیا - پس خدائے تعالےٰ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی جس کے معنے یہ ہیں کہ مانگا ایک سایل نے عذاب کو کہ دہکا فرون کے لئے ہونے والا ہے اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں جو عذاب اللہ کی طرف سے ہو -

فرمایا امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو سفیان بن عینیہ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور اس میں حسب ذیل عبارت ابتداء روایت میں مرقوم ہے ان سفیان بن عینیہ سئل عن قولہ تعالیٰ سئل سائل بعذاب واقع الخ فیمن نزلت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلۃ ما سئلنی احد عنہا قبلک حدثنی الامام ابوجعفر محمد عن ابائہ علیہم السلام ان رسول اللہ صلعم لما کان بغدیر خم نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی وقال من کنت مولاہ الخ یعنے سفیان بن عینیہ سے کسی نے آیت سال سائل کے متعلق پوچھا کہ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی ہے سفیان نے جواب میں کہا کہ تو نے مجھے ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا - امام ابوجعفر محمد باقر علیہم السلام اپنے اباء کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ جب آں حضرت صلعم نے غدیر خم پر لوگوں کو جمع کر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہا ہے تو یہ حدیث سب کہیں پہنچ گئی - اس کے بعد مذکورہ پوری حدیث جو اس کے شان نزول میں تذکرہ خواص الامہ سے میں بیان کر چکا ہوں مرقوم ہے -

فرمایا کیوں دوستو۔ غور کیا آپ نے کہ اس حدیث سے اب صاف ثابت ہوا کہ علی کا ولی عہد اور مولی المومنین قرار پانا پیغمبر اسلام کی صرف اپنی خواہش پر مبنی نہیں تھا کیونکہ رسول صادق امین صلعم کے یہ الفاظ کہ واللہ الذی لا الہ الا ھو انہ من اللہ ولیس منی تین مرتبہ فرمانا کہ قسم ہے خدا کی علی خدا کے حکم سے میرا ولی عہد بنایا گیا ہے۔ میری طرف سے نہیں بلافصل خلافت علی علیہ السلام پر قیامت تک گواہ ہے اس شہادت کے بعد بھی جو شخص کسی غیر کی خلافت کا معتقد ہوگا لازماً وہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تکذیب اور خدا کے عصیان کا مرتکب ہوگا ولیس لہ فی الاخرۃ من نصیب

فرمایا۔ پس یاد رکھو کہ اس میری تقریر کا ماحصل یہ ہوا کہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب بلافصل خلیفۂ رسول تھے ان کے سواء مصنوعی خلفاء میں سے کوئی شخص بھی خلیفۂ رسول نہیں ہے ابوبکر تو باعتراف خود خالفہ بعد از رسول ہے اور عمر باعتراف خود لاعلم ہے اس سے کہ وہ کیا ہے۔ آیا وہ خلیفہ ہے یا بادشاہ۔ جیسا کہ یہ دونوں امر اکابر آئمہ محدثین اہل سنت نے لکھ دیئے ہیں سامعین کے ازدیاد معلومات کی غرض سے دونوں حوالے پیش کرتا ہوں غور سے سماعت فرمائیں۔

مجمع بحار الانوار مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۳۷۰ سطر ۴ میں الامام العلامہ الشیخ محمد طاہر حضرت ابوبکر سے نقل کرتے ہیں وفی ح الصدیق قال لہ اعرابی انت خلیفۃ النبی صلعم فقال لا انا الخالفۃ بعدہ الخلیفۃ لقوم مقام الذاھب ولیسد مسدہ والخالفۃ والخالف من لاغناء عندہ ولاخیر فیہ انتہے بلفظہ

یعنے حضرت ابوبکر سے منقول ہے کہ ان سے ایک اعرابی نے کہا کیا پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے خلیفہ تم ہو ابوبکر نے جواب میں کہا کہ میں خلیفہ رسول نہیں ہوں۔ بلکہ خالفہ ہوں بعد ان کے امام طاہر فرماتے ہیں خلیفہ وہ ہوتا ہے جو چلے جانے والے کی جگہ قائمقام ہو اور وہی سب کام کرے جو کچھ کہ وہ جانے والا کیا کرتا تھا اور خالفہ وہ ہوتا ہے جس سے لوگ بے نیاز نہ ہو سکیں اور نہ اس کے وجود میں خیر

ابن اثیر جزری نے بھی کتاب نہایہ میں عیناً یہ روایت لفظ خلف کی لغت میں نقل کی ہے جس سے ابوبکر کا اپنی خلافت سے انکار کرنا اور اپنا خالف ہونا صریح لفظوں میں مذکور ہے ۔

فرمایا یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بیعت اور خلافت کے متعلق حسب ذیل رائے قائم کی ہے جیسا کہ تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور صفحہ ۶۳ سطر میں امام سیوطی نے حضرت عمر کی رائے کو یوں ظاہر کیا ہے ۔ ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ الا وانھا کانت کذلک الا ان اللہ وقی شرھا یعنے یہ تحقیق کہ ابوبکر کی بیعت بغیر سوچے سمجھے ناگہانی واقعہ ہوگئی کیا ایسا نہیں ہے یعنے ضرور ایسے ہی واقعہ ہوگئی ہے ۔ مگر یہ کہ خدا نے اس کے شر سے محفوظ رکھا ۔

کتاب الملل والنحل مطبوعہ بولاق مصر کے صفحہ ۷ سطر ۱۳ میں امام شہرستانی نے حضرت عمر کی شہادت کو حسب ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللہ شرھا فمن عاد الی مثلہا فاقتلوہ انتہےٰ بلفظہ صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ہشتم کتاب المحاربین صفحہ ۷ سطر ۲۰ میں حلف اور قسم کے ساتھ فواللہ ماکانت بیعۃ ابی بکر الا فلتۃ مرقوم ہے یعنے خدا کی قسم ابوبکر کی بیعت بغیر سوچے سمجھے ناگہانی واقع ہوگئی خدا نے اس کے شر سے بچایا ۔

فرمایا اگر وہ بیعت باعتراف حضرت عمر شر تھی تو کیوں سب سے پہلے خود حضرت عمر نے اس شر کی بیعت کرکے عامہ مسلمین کو اس شر میں مبتلا کر دیا اور اسلام کو اس وجہ سے ناقابل تلافی نقصان پہونچایا ۔ فرمایئے اس کا وبال کس کے ذمہ ہوا ۔ حضرت عمر بیعت کرنے اور کرانے والے کے ذمہ جس نے واجب التعظیم لوگوں کے مکانوں کو آگ سے جلا کر بیعت کرائی) یا حضرت ابوبکر کے ذمہ جس کی بیعت باوجود شر ہونے کے کیگئی اور اس نے اس وقت تو بیعت کرانے سے انکار نہ کیا مگر بعد میں اپنی ناقابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آقالہ خلافت کی درخواست کی جیسا کہ سر العالمین مطبوعہ بمبئی مقالہ رابعہ صفحہ ۱ سطر ۱۱ میں امام غزالی نے حضرت ابوبکر کا قول اس طرح درج کیا ہے وقولہ علی منبر رسول اللہ صلعم اقیلونی فلست بخیرکم بلفظہ یعنے ابوبکر نے منبر رسول خدا صلعم پر کہا ہے کہ اے لوگو مجھے اقالہ کردو خلافت سے کہ میں تم میں سے کسی ایک سے بھی بہتر نہیں ہوں ۔

فرمایا۔ صاحبان! حضرت ابوبکر کا منبر رسول صلعم پر انبیا فرمانا تین صورتوں سے خارج نہیں ہو سکتا۔ ہزلاً کہا ہے یا جداً اور یا امتحاناً پہلی صورت تو خلفاء کے لئے کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی۔ دوسری صورت خلافت کے لئے نقص کا باعث ہے اور تیسری صورت ونزعنا ما فی صدورھم من غل کے سراسر مخالف ہے پس جبکہ یہ تینوں صورتیں درست نہیں ہیں تو لازماً یہ قول انکا حقیقت پر محمول سمجھا جائے گا۔ اس لئے جب ابوبکر خود اپنے آوالہ خلافت کے لئے بدلیل لست بخیرکم احتجاج کر رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں نہ ان کی تصدیق کیجائے۔

فرمایا اب حضرت عمر کی خلافت کے متعلق بھی ان کا اپنا اعتراف سن لیں تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور صفحہ ۱۳۹ سطر (۱۲) میں امام سیوطی نے سفیان بن ابی العرجاء سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا قال عمر بن الخطاب واللہ ما ادری اخلیفۃٌ انا ام ملکٌ انتہے بلفظ یعنے حضرت عمر نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ آیا خلیفہ ہوں میں یا بادشاہ۔

فرمایا دوستو! کیوں سن لیا آپ نے یہ ہے دوسری خلافت کا حال جسکو گدی پر بیٹھ جانے کے بعد تک بھی اس امر کا پتہ ہی نہیں لگا کہ وہ خلیفہ رسولِ خدا ہے یا کہ دنیاء کا بادشاہ ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ حضرت عمر جب اس گدی پر بیٹھے ہیں تو آخر کیا سمجھ کر بیٹھے ہیں کیا اس سے انکار ہو سکتا ہے کہ وہ ابوبکر کی جگہ نہیں تھی اور ابوبکر اس گدی پر نہیں بیٹھا تھا جس پر کہ درحقیقت حدیث غدیر کے مطابق صرف جناب علی علیہ السلام کو بیٹھنا چاہیئے تھا۔ اور دراصل وہی رسول خدا کی گدی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی صورت میں جبکہ حضرت عمر کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ خلیفہ ہے یا بادشاہ اور حضرت ابوبکر تو بالکل خلیفہ ہونے سے ہی منکر ہو بیٹھے اور صریح لفظوں میں خالفہ ہونے کا اعتراف کیا (جس سے نہ تو لوگ ہی امور دین میں بے نیاز ہو سکیں اور نہ خیر و برکت ہی اس کے وجود میں ہو) فرمایئے ایسے شخص کو کوئی کیوں کر خلیفہ مان سکتا ہے یہ تو وہی مثل ہوئی۔ مدعی سست اور گواہ چست'' فرمایا ان مصنوعی خلیفوں کا حال تو آپنے سُن لیا۔ اب حقیقی خلیفۃ اللہ والرسول کی خلافت حقہ کا بھی

ایک عجیب وغریب واقعہ سن لو۔ کہ ینابیع المودت مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۲۰۹ سطر ۵ میں امام العلامہ الشیخ سلیمان قندوزی حنفی نے بروایت یحیےٰ ابن سعید بلخی جناب امیر علیہ السلام سے نقل کیا ہے قال انا امشی مع رسول اللہ صلعم فی طرق المدینۃ اذ لقینا شیخ طویل فسلم علی رسول اللہ صلعم ورحب بہ ثم التفت الیّ فقال السلام علیک یا رابع الخلفاء و رحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم قال الیس کذالک ھو یا رسول اللہ فقال لہ بلیٰ ثم مضی فقلت یا رسول اللہ ما ھٰذا قول ھٰذا الشیخ الذی قال لی وتصدیقک قولہ قال صلعم انت کذالک والحمد للہ ان اللہ تبارک وتعالیٰ قال فی کتابہ انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ وقال یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض وقال حکایۃ عن موسیٰ حین قال لھارون اخلفنی فی قومی و اصلح اذا استخلفہ موسیٰ فی قومہ وقال تعالیٰ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر فکنت انت المبلغ عن اللہ تعالیٰ وعن رسولہ و انت وصیّ وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی فانت رابع الخلفاء کما قال لک الشیخ قلت من ھو قال ذلک اخوک الخضر علیہ السلام انتہٰے بلفظہٖ

یعنے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے ہمراہ میں مدینہ منورہ کے بعض راستوں میں جا رہا تھا کہ اتنے میں ایک شیخ طویل القامت ہم سے ملا۔ پس اس نے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام پر سلام کہا اور مرحبا کہا اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر کہا السلام علیک اے رابع الخلفاء (چوتھے خلیفے) اور خدا کی رحمت و برکت تجھ پر نازل ہو۔ اس کے بعد کہا یا رسول اللہ صلعم کیا یہ چوتھا خلیفہ نہیں ہے۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا بے شک علی چوتھا خلیفہ ہے۔ پس پھر وہ شخص چلا گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے رابع الخلفا ہونے سے کیا مراد ہے فرمایا اے علی بے شک تم چوتھے خلیفے ہو اور حمد و شکر ہے خدا کا کہ اس نے اپنی کتاب مجید میں پہلی خلافت (آدم علیہ السلام) کے متعلق فرمایا ہے کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں اور (دوسری خلافت) کے متعلق فرمایا ہے اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔

اور (تیسری خلافت) کے متعلق حکایتہً موسےٰ کی طرف سے بیان کیا ہے جب کہ اس نے اپنے بھائی ہارون سے فرمایا ہے کہ میری قوم کے (لوگوں) میں میری خلافت ونیابت کو پورا کرتے رہنا اور (ان میں) میل جول قائم رکھنا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب موسےٰ نے ہارون کو اپنی قوم میں خلیفہ مقرر کیا اور (چوتھی خلافت) کے متعلق فرمایا ہے خدا کے اور حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو (آگاہ کرنے کے لیے عام) منادی کی جاتی ہے پس اے علی اس روز خدا اور رسول کی طرف سے اس حکم کے مُبلّغ (پہونچانے والے) تم تھے اور تم ہی وصی ہوئے اور تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسےٰ سے ہو۔ مگر اس قدر فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ پس تم آئین سلسلہ خلافت الٰہیہ میں چوتھے خلیفہ ہو جیسا کہ اس شیخ نے تم سے کہا ہے میں نے کہا وہ شیخ کون تھا فرمایا وہ خضر علیہ السلام تھا۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال کنت مع رسول اللہ صلعم وقد اصحر فتنفس الصعداء فقلت یا رسول اللہ صلعم مالک تنفس قال صلعم یا ابن مسعود نعیت الی نفسی قلت استخلف یا رسول اللہ صلعم قال من قلت ابا بکر فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراک تنفس یا رسول اللہ صلعم قال نعیت الی نفسی فقلت استخلف یا رسول اللہ فقال من قلت عمر بن الخطاب فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراک تتنفس یا رسول اللہ صلعم قال نعیت الی نفسی فقلت استخلف فقال من قلت علیاً قال ذالک والذی لا الہ غیرہ لو بایعتموہ ادخلکم الجنۃ اجمعین (اخرجہ فی الحلیۃ والخوارزمی فی المناقب والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود)

یعنے عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے ایک بڑا گہرا سانس بھرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپ کیوں گہرے سانس بھرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابن مسعود ہم کو ہمارے انتقال کر جانے پر مطلع کیا گیا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کیسکو خلیفہ بنا جائیں۔ آپ نے فرمایا کسکو بنا دوں۔ میں نے کہا ابو بکر کو۔ آپ خاموش ہو گئے۔ پھر آپ نے ایک گہرا سانس بھرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہرے سانس

بھرتے ہیں - فرمایا آپ نے اے ابن مسعود ہمارے انتقال کرنے پر ہم کو مطلع کیا گیا ہے - میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ مقرر کردیں - آپ نے فرمایا کس کو - میں نے کہا عمر کو - آپ پھر خاموش ہوگئے - پھر ایک ساعت کے بعد آپ نے ایک گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہرے سانس بھرتے ہیں فرمایا مجھے اپنے انتقال کی خبر ملی ہے - میں نے کہا حضور آپ کسیکو خلیفہ بنا جائیں - آپ نے فرمایا کس کو - میں نے کہا علی ابن ابی طالب کو - پیغمبر صلعم نے اس وقت ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تم نے اس سے بیعت کی تو وہ تم سب کو جنت میں داخل کریں گے

فرمایا صاحبان ! یہ حدیث منقولہ اکابر آئمہ اہلسنت ہے جس سے بوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر صلعم نے ابوبکر اور عمر کی خلافت پیش کئے جانے پر خاموشی اختیار کی اور علی کی خلافت کے ذکر پر صاف کہدیا کہ اس کی بیعت سے تم سب بہشت میں داخل ہو گے - اگر ابوبکر اور عمر کی خلافت پر بھی آپ خوش ہوتے تو ضرور ان کے ذکر پر بھی کوئی ایسا ہی موید جملہ کہدیتے - مگر ان دونوں کی خلافت کی درخواست پر پیغمبر صلعم خاموش ہو گئے جس سے صاف ثابت ہوا کہ پیغمبر کو ان دونوں کا خلیفہ ہونا منظور نہ تھا -

فرمایا صاحبان سن لیا آپ نے - پھر ایسے خلیفہ اور نائب مصطفےٰ کو چھوڑ کر کوئی دانشمند کیوں کر ایسے مصنوعی خلیفوں کو نائب رسول سمجھ سکتا ہے جن کو نہ تو خدا نے خلیفہ بنایا نہ مصطفےٰ نے ان کو نائب اپنا مقرر کیا اور وہ بیچارے شرم کے مارے خود ہی اپنی خلافت سے انکاری ہو کر خود ہی خالفہ ہونے کا اعلان کر رہے ہوں - مگر تم ہو کہ خواہ مخواہ "مان نہ مان میں تیرا مہمان" ان کی مصنوعی خود ساختہ خلافت منوانے کے لئے آستینیں چڑھائے ہر ایک سے دست بگریباں ہو رہے ہو - لاحول ولاقوۃ الا باللہ -

فرمایا پس مناسب یہ ہے کہ پہلے ان خود ساختہ خلیفوں سے آپ خلافت منوا لیں پھر ان کی بیعت کے لئے دعوت دیں اور جدوجہد بھی کریں ممکن ہے اس وقت کوئی مان بھی جائے ورنہ تعلیم یافتہ طبقہ تو ایسے بے سروپا ڈھکوسلے سے اب یقیناً کسی طرح دھوکے اور فریب میں آ نہیں سکتا - دلایل قاہرہ سے

ان پر اب حق ظاہر ہو چکا ہے پھر حق کو چھوڑ کر صریحاً باطل کا کیونکر کوئی متمسک ہو سکتا ہے - فتدبر جداً

یوم الغدیر روزِ عید ہے

فرمایا صاحبان! آپ پر اچھی طرح یہ اب روشن ہو چکا ہے کہ غدیر خم کا واقعہ ۱۸ تاریخ ماہ ذیحجہ کو ظہور پذیر ہوا - اسی روز تبلیغ ولایت حضرت علی علیہ السلام کے بعد ہی فوراً آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی جس کو تفصیل کے ساتھ میں ثابت کر چکا ہوں اسی آیت کے نازل ہونے کے روز کو حضرت عمر نے اہل کتاب کے جواب میں عید ہونا تسلیم کر لیا ہے جیسا کہ درمنثور مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۵۹ سطر ۱۴ میں امام سیوطی نے نقل کیا ہے کہ اخرج اسحٰق بن راھویہ فی مسندہ وعبد بن حمید عن ابی العالیۃ قال کانوا عند عمر فذکروا ھذہ الآیۃ فقال رجل من اھل الکتاب لو علمنا ای یوم نزلت ھذہ الآیۃ لاتخذناہ عیداً فقال عمر الحمد للہ الذی جعلہ لنا عیداً انتہیٰ بلفظہ

> یعنے اسحٰق بن راھویہ نے اپنی مسند میں تخریج کی ہے اور عبد بن حمید نے ابو العالیہ سے کہا کہ حضرت عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص نے کہا اگر ہم کو علم ہوتا کہ یہ آیت اکملت لکم دینکم کون سے روز نازل ہوئی تو ہم ضرور اس روز کو عید مانتے - پس حضرت عمر نے جواب میں کہا حمد اور شکر ہے اس خدا کے لئے جس نے اس روز کو ہم مسلمانوں کے لئے عید مقرر کیا ہے -

فرمایا دوستو! سنتے ہو حضرت عمر نے آیت اکملت لکم دینکم جس روز نازل ہوئی ہے اس روز کے عید ہونے کو نہ صرف تسلیم ہی کیا ہے بلکہ اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ خدا نے اس روز کو ہمارے لئے عید مقرر کیا ہے اب صرف یہ سوال اس جا ہو سکتا ہے کہ یہ آیت کس تاریخ اور کس مہینے میں نازل ہوئی سو اس کے متعلق میں تفصیل سے بیان کر چکا ہوں کہ یہ آیت اکملت لکم دینکم جمہور آئمہ محدثین اور مفسرین اہلسنت

کے نزدیک خاص ۱۸ تاریخ ذی الحجہ کو حدیث غدیر کے تبلیغ کے بعد ہی فوراً
نازل ہوئی ہے اور اس آیت میں لفظ الیوم موجود ہے جس کے معنے ہیں
آج کے دن (۱۸ ذیحجہ) جیساکہ تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۵۹
سطر ۲۲ میں امام سیوطی نے ابوسعید خدری کی روایت نقل کی ہے لما
نصب رسول اللہ صلعم علیاً یوم غدیر خم فنادی له بالولایۃ ھبط جبرئیل
علیہ بھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ انتہےٰ بلفظہ

یعنے جبکہ پیغمبر صلعم نے علی کو خلافت کے لئے نصب کیا ہے غدیر
خم کے روز میں اس کے ولایت عہد کی منادی کی ہے تو اس وقت
جبرئیل پیغمبر صلعم پر یہ آیت لے کر نازل ہوا ہے آج کے روز (۱۸ ذیحجہ)
کو میں نے تمہارے دین کو کامل کیا ہے۔ الخ

ایضاً سطر ۲ میں اسی صفحہ کے ابوہریرہ سے یوں مرقوم ہے قال لما کان
یوم غدیر خم وھو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ قال النبی صلعم من کنت
مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ

یعنے جبکہ ۱۸ تاریخ ماہ ذالحجہ کو غدیر خم کا روز تھا تو پیغمبر صلعم نے
فرمایا جسکا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولے ہے اس کے بعد
آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی۔

فرمایا۔ پس اب صاف ثابت ہے کہ اکمال دین واتمام نعمت جس روز
خدا نے کی ہے وہ روز حضرت عمر کے اقرار سے یوم العید ہے اور ۱۸
ماہ ذی الحجہ کو حجۃ الوداع سے فراغت کے بعد مقام غدیر خم میں حضرت
علی علیہ السلام کی خلافت اور ولی عہدی کی تبلیغ کے بعد ہی یہ آیت نازل
ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ۱۸ ذیحجہ عید غدیر ہے پس اس روز شیعہ
بیادگار ولیعہدی امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام خوشی منائیں
اور سنت جماعت اس روز کو حضرت عمر کے عید مان لینے کی وجہ سے خوشی
منائیں اور عید کے تمام لوازم کو اس روز پورا کریں۔ محلوں۔ کوچوں۔ اور
مکانوں میں چراغان کریں مصافحہ اور معانقہ کرنا بروز عید غدیر موجب
ثواب عظیم ہے۔

فرمایا یاد رکھو کہ عید غدیر نہایت ہی مبارک روز ہے اس کی عزت کرو

اس سے تم خود بھی عزیز ہو جاؤ گے۔ قصیدہ خوانیوں کی محفلیں جگہ جگہ قائم کرو
بچوں اور دوستوں پر انعام و اکرام کرو۔ اور عیدیاں دو کہ ایک درہم اس
روز بذل و بخشش کرنا ایک لاکھ درہم کا ثواب رکھتا ہے۔

فرمایا عید غدیر کے روز روزہ رکھنا بھی ثواب عظیم ہے اور صائم کو افطار کرا دینا
بھی ثواب عظیم کا باعث ہے مودۃ القربیٰ صفحہ ۱۳ سطر ۱۱ میں سید علی ہمدانی
سے ابوہریرہ سے نقل کرتے ہیں من صام یوم الثامن عشر من ذی الحجۃ کان
لہ کصیام ستین شہرا وھو الیوم الذی اخذ فیہ رسول اللہ صلعم بید علی
فی غدیر خم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ

عن الامام الباقر علیہ السلام عن ابائہ علیہم السلام مثل ذلک و یروی عن
کثیر من الصحابۃ فی اماکن مختلفۃ ھذا الخبر انتہٰی بلفظہ

یعنے جو شخص کہ ذیحجہ کی ۱۸ تاریخ کو روزہ رکھے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا
ثواب اس کو ملیگا یہ وہی روز ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے
اس روز علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کے غدیر خم میں فرمایا تھا جسکا میں
مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔ امام ہمدانی اس کے بعد فرماتے
ہیں کہ حضرت امام محمد باقر اور ان کے آباء معصومین علیہم السلام سے
بھی ایسا ہی مروی ہے بلکہ بہت سے صحابہ نے مختلف مقامات
میں اس خبر کو روایت کیا ہے۔

فرمایا عزیزو! خوشی کا مقام ہے کہ یہ جلسہ سرور عید غدیر قدیم سے ہر
سال ۱۸ ذیحجہ کو ہمیشہ سر حاجی نواب فتح علیخان صاحب کے مکان مبارک
حویلی میں ہوا کرتا ہے اور ان کی تاسی میں شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان
لاہور نے بھی چند سال سے اعلٰی پیمانہ پر یہ جلسہ کرنا شروع کر دیا ہے
مناسب ہے کہ ہر شیعہ بستی میں ۱۸ ذیحجہ کو یہ عید غدیر منائی جایا کرے اور
اس تقریب پر جلسے اور قصیدہ خوانیاں ہوا کریں۔

فرمایا صاحبان! میں اب اس سے زیادہ مزاحم ہونا نہیں چاہتا وقت
بہت گذر چکا ہے صمیم قلب سے سب حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ
آپ نے توجہ تام سے اس مسرت بخش اور بہجت افزاء واقعہ ولایت عہد
و ولایت مآب روحی فداہ کو سنا۔ اب اس پر غور کرنا اور اس سے کسی مفید

نتیجہ تک پہونچنا آپ کا فرض ہے میں اپنا فرض (تبلیغ) ادا کر چکا ہوں اب میں اعلےٰ حضرت شہنشاہ معظم جارج پنجم خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کے تخت و تاج اور سلامتی و اقبال کے دلی دعا پر اس مبارک جلسہ کو برخواست کرتا ہوں۔ آمین۔

المقرر علی الحائری

قصیدہ غدیر (از کلام بلاغت نظام جناب مولوی سید فراست حسین صاحب فراست زیدپوری

غدیر خم پہ ڈنکا بج رہا ہے جسکا وہ حیدر
جسے مومن وصی احمد مختار کہتے ہیں

گلِ باغِ ولایت آج ہے صحرا کے دامن میں
کھلا باغِ تمنا دشت کے اشجار کہتے ہیں

پیمبر بعدِ حج آخری آئے ہیں کعبہ میں
مسلمانوں سے حکمِ ایزدِ غفار کہتے ہیں

بڑا مجمع ہے جا سکتی نہیں بانگِ جرس باہر
بٹھا کر اونٹ تکبیریں شترا سوار کہتے ہیں

حصار کارواں میں صاحب معراج منبر پر
علی کو اوصیا کا قافلہ سالار کہتے ہیں

نئی مجلس۔ نیا خطبہ نیا منبر کجاوں کا
انہیں چیزونکو عاقل قدرتی آثار کہتے ہیں

عروجِ بختِ ایماں اوجِ منبر سے ہویدا ہے،
زمیں کے رہنے والے چرخ کا سردار کہتے ہیں

کوئی کہتا ہے بامِ عرش کہتا ہے کوئی کرسی
ہم اس کو زینۂ کاشانۂ اسرار کہتے ہیں

کہیں کیا اس کو جس منبر پہ تبلیغِ رسالت ہو
پیمبر کے زرِ اخلاص کی معیار کہتے ہیں

نہیں منبر یہ ہے تختِ خلافت شاہِ مرداں کا
خدا ہی جانتے محمل اسی دربار کہتے ہیں

رسالت نے بٹھایا تخت شاہی پہ امامت کو
یہ ربط و ضبط کے معنی ہیں اسکو پیار کہتے ہیں

نبی سے اُٹھ کے پوچھیں لفظ مولا کے ہیں کیا معنے
جو لوگ اپنی جگہ پر کہتے ہیں بیکار کہتے ہیں

کھلے در باغِ جنت کے ہوا آغاز بیعت کا
وہ بیعت بیعتِ رضواں جسے دیندار کہتے ہیں

فصیحانِ جہاں کھوئے ہوئے ہیں مدح دفتر کے
ثناء شاہ دیں میں بھی ہم کچھ اشعار کہتے ہیں

بلا ساقی کو ساغر شراب روح پرور کا
وہ مئے فطرونکو جسکے رندِ دلدار کہتے ہیں

نظر درکار ہے دونوں جہاں میں جلوہ گر سمیں
تیرے شیشے کو آئینۂ اسرار کہتے ہیں۔

جو ساغر کی طلب میں اُٹھتے رہتے ہیں ترے آگے
یہ ہیں وہ ہاتھ جن کو دستِ استغفار کہتے ہیں

قصیدہ از نتائج قلم جناب سید عطا حسین صاحب اہلمند جحی رائے بریلی

خوشا کہ آج نبی پہ ہے بعد حجِ اخیر
نزول آیۂ بلغ قریب خم غدیر

ہوا ہے روح امیں کو یہ حکم رب قدیر
مرے حبیب کو پہنچا پیام بے تاخیر

جو راز تم کو امانت ہے صاف کردو عیاں
نہ ہو ذرا بھی توقف نہ خوفِ دامنگیر

ہوئی جو آج نہ تبلیغ حکم یاد رہے
تمہاری شمع رسالت رہے گی بے تنویر

رسولِ پاک نے روکی وہیں عنانِ سفر
رکے جو آپ تو ٹھہری غرض تمام وہ بھیر

بنا وہ وادی پر خار وادی ایمن
ندا یہ کر دی منادی نے چارسو تشہیر

چہ ساکن وچہ مسافر چہ پیدل و چہ سوار
چہ ناجی و چہ رئیس و چہ خادم و رہگیر

بغیر اذن نہ آگے بڑھا سکے کوئی قدم
عدول حکم خدا اور رسول ہے تکفیر

نہ آگے جائے کوئی جو گیا ہو واپس آئے
یہی ہے حکم خدا و رسول عرش سریر

شیوع حکم الٰہی زبس تھا مدِ نظر
کجاوے جوڑ کے منبر بھی ہو گیا تعمیر

خدا کا راز پیمبر کا دل خبر کس کو
رہا خیال تحیر ہر اک کو دامن گیر

غرض کہ جمع ہوئے خاص و عام خورد و کلاں
اور ایستادہ ہوگئے سید بشیر و نذیر

رسول آئے جو بالائے منبر نو ساخت
رخ نبی کی طرف چشم ہر صغیر و کبیر

خدا کے حمد و ثنا میں کھلی زبان فصیح
ہوا جو قفل درِ رمزِ حق کلید پذیر

اٹھا کے قوتِ بازو کو دونوں ہاتھوں پر
کہا یہ مثل مرے آج سے ہے کل کا امیر

کہا خدا کا ہے فرمان واجب الاذعان
کہ ان کے دوست کو رکھتا ہے دوست رب قدیر

ہیں جس کا مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے
بگوش ہوش سنیں مرد و زن صغیر و کبیر

عدو علی کا عدوئے خدا عدوئے رسول
یہی بس آج کے وحی خدا کی ہے تفسیر

نبی ادائے فریضہ سے جب ہوئے فارغ
شروع ہوئی بخ بخ لک کی پھر تقریر

علی العموم ہوا نعرۂ مبارک باد
کہ جس سے گونج اٹھا وادی مقام غدیر

نزول وحی سے بس دین ہو گیا کامل
تمام ہو چکی سب نعمت خدائے کبیر

وہ دین جس کو خدا نے کہا رضیت لکم
نبی کی جس میں ہے تعلیم و خلق پہ تاثیر

رواق دیں کی نبی سے ہوئی بنا قائم
علی کی کوششِ بازو سے وہ ہوا تعمیر

بناء دین خدا تھے پیمبر مبعوث
رواج فتح میں جس کے وہ حیدری شمشیر

علی کی ذات نبوت سے کس طرح تھی ہم
ہے جس طرح سے کہ واجب نماز میں تکبیر

علیست شوہر زہرا علی ابو الحسنین
علی برادر احمد علی جناب امیر

قصیدہ از کلام بلاغت نظام جناب سید محمد احسن صاحب کاظمی نگینوی فانی

بہار آئی غدیر خم کا ساقی ایک ساغر دے
پلا کر مئے عقیدت مجھے سرشار تو کر دے

ہیں اس میخانہ کا دیرینہ میکش ہو مرے ساقی
شراب ایسی جو میرے قلب کو کردے منور دے

رسولِ محترم کے میکدہ کے یار ہو ہیں مالک
یہ اک مشتاق بیٹھا ہے اسے بھی جام کوثر دے

بپا ہے بزم عشرت شوق سے میخوار بیٹھے ہیں
ابھی ہر ایک کو جام شراب روح پرور دے

لکھوں پھر مدحتِ حیدر نشہ میں ساقی بیہوش
مئے فردوس مجکو تو کہ اب ہے میرا منبر دے

علی کے نام سے دنیا کے نور اور نہ کیوں زینت ہیں
گواہی جس کی ضربت کی ابھی جبریل کا پر دے

بھلا ایسے شہ ذیجاہ کی طاقت کا کیا کہنا
جو گہوارہ میں اپنی انگلیوں سے چیر اژدر دے

رسولِ پاک کی دختر سے ہو تزویج جس شہ کی
گواہی عفت و عصمت کی جسکی ربِ داور دے

ولی اللہ ہونے پر علی کے متفق سب ہیں
خبر اپنی ولایت سے جو آئینہ کی اکثر دے

باواز بلند اے مومنین صلِ علی پڑھئے
سرور لطف دگنا مطلع ثانی مکرر دے

مطلع دوم

غدیر خم سے پیمانے کو میرے ساقیا بھر دے
ابھی کچھ ہوش باقی ہے مکرر دے مکرر دے

مناقب کیا لکھوں اس محترم ہستی کے اے ہمدم
محمد خود جسے اسلام کا اورنگ افسر دے

خدا کے حکم سے روز غدیر خم نصب شوکت
سرِ مجلس خلافت جسکو احمد سا پیمبر دے

حقیقت میں بہت ہی قابل عزت ہے وہ ہستی
جسے اللہ بیٹے ہمسر شبیر و شبر دے

ید اللہ اور شیر حق امیر المومنین حیدر
علی مرتضیٰ جسکو لقب اللہ برتر دے

مجاہد لشکرِ اسلام کے سب عاجز آجائیں
علی فضلِ خدا سے کھول دم میں باب خیبر دے

قطعہ

خدا کہتا نہیں ہیں کفر کے فتوے سے ڈرتا ہوں
نصیری خواہ انکو رتبۂ معبود اکبر دے

ولیکن میں کہوں گا نا خدائے کشتیٔ امت
جہاز امت عاصی کا احمد جسکو لنگر دے

طوالت کا ہی مجکو خوف ورنہ اور کچھ کہتا
دعا ہے اب صلہ اس کا مجھے خود وہ دلاور دے

لکھا ہے خوب تم نے یہ قصیدہ حضرت فانی
تمہارا کام تھا سچ ہے کہ ہر کارے و ہر مردے

قصیدہ از نتائج افکار منشی امام بخش صاحب سوختہ

بشر تو کیا ہیں فرشتوں کا بھی نہیں مقدور
کہ وہ فضائل حیدر کو کر سکیں محصور

نہ ہم سے حمد خدا ہو نہ نعت احمد ہو
نہ وصف حیدر کرار ہو سکے مسطور

نہ ہے زبان کو طاقت نہ ہے قلم کو مجال
علی کی وصف کوئی لکھ سکے یہ کیا مقدور

علی ولی خدا جانشین پیغمبر
ثنا ہے جن کی کتاب کریم میں مسطور

یہ ہے حدیث نہایت ہی راست اور حسن
ہوا ہے خم میں زبان نبی سے اس کا صدور

مثال شمس ضحیٰ یہ حدیث ہے روشن
نہ دیکھے اس کو جو ۔ مجھو لیان شپرہ کور

بحکم آیہ بلّغ نبی یہ خُمِ غدیر
علی کو اپنا وصی کرنے پہ ہوئے مامور

بنایا اونٹوں کے پالانوں کا وہاں منبر
اور اس پہ بیٹھے جناب رسول رب غفور

پڑھا نبی نے وہاں خطبۂ طویل و بسیط
تھی جسمیں حمد خدا اور نصیحتیں مذکور

پھر اپنے ہاتھ میں لے کر ید یداللّٰہی
کیا بلند تو پھر یوں گہر فشاں تھے حضور

کہ جس کا میں ہوں ولی اس کا ہو ولی حیدر
مجھے ہے جس پہ حکومت اسے ہے اس پہ ضرور

پھر اس کے بعد دعا کی نبی نے بہر علی
کہا یہ بارگہ حق میں اے خدائے غفور

تو دوست رکھ اسے جو شخص ہو علی کا دوست
عدو علی کا ہو رحمت سے تیری ہر دم دور

پھر اس کے بعد محمد نے بیعت حیدر
ہر اک سے لی جو تھے حُضّار مجلس مذکور

علی کو حضرت ثانی نے دی مبارکباد
یہاں تلک ہوا ہر شخص پر خوشی کا وفور

دعا ہے سوختہ ہر دم ہے اپنے آقا سے
لوائے حمد کا سایہ ہو مجھ پہ روز نشور

منظور ہے گذارش احوال واقعی

خداوندکریم کا فضل وکرم ہے کہ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء کے وعظ کی آجتک کوئی سُنّی عالم تردید نہ کرسکا - حالانکہ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۲۲ء کو انجمن معاندالاسلام کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان ردّ اعدائے خلفاء راشدین شائع ہوا جسمیں لکھا گیا تھا کہ جناب حائری صاحب قبلہ کے ۲۸ اکتوبر والے وعظ کی تردید کیجائیگی - مگر ان سے نہ تردید ہونی تھی نہ ہوسکی "قرار بر کف آزادگاں نگیرد مال" جیسے بے محل اور بےموقع اشعار بول کر میاں بی بی راضی اور کیا کریگا قاضی جیسی بے سود ہمہل مثالیں دیکر وقت کو ضائع کیا اور نعوذ باللہ من ذالک خانہ رسول صلعم کو جائے مفسدین قرار دیا - بذاتِ خود مولوی معوان حسین صاحب سنی و مولوی ثناءاللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری نقبو بانئے دائرۃ الاصلاح و مصنف رسالہ دعوت صلح اپنی اپنی وعظوں میں ان سات مسایل کو دبی زبان سے مان گئے اس میں کچھ شک نہیں کہ پنجاب و ہندوستان میں جناب قبلہ و کعبہ صدر المفسرین بدر المدققین حضرت علامہ آغا حائری صاحب کے وعظ نے ایک غیر معمولی انقلاب عظیم پیدا کردیا ہے باقی تمام فرقہ اسلام مذبذب نظر آرہے ہیں اور تحقیق حق میں شب و روز مصروف ہیں ۲۸ اکتوبر کا مکمل وعظ بحوالہ صفحہ و سطر کتب اہلسنت بماہ نومبر دو ہزار کی تعداد میں چھپکر ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارو والی کی طرف سے شائع ہوا تھا - اس سے بہتر رسالہ موعظہ حسنہ کے ہر دلعزیز ہونے کی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ ینگمین سوسائٹی کو بار ثانی ایک ہزار کی تعداد میں چھپانا پڑا خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بغیر کسی انسانی جبر و تشدد کے لوگ جذبۂ حق سے متاثر ہوکر سلسلہ حقہ میں جوق در جوق داخل ہورہے ہیں اور انشاءاللہ دن بدن حق و صداقت کا جام لبریز نظر آئیگا اور باطل ہستی کا قلع قمع ہوجائیگا - مگر افسوس اس بات کا ہے کہ ہم اس وقت تک فی الواقع باقاعدہ طریق پنجاب میں تبلیغ نہیں کرسکے اس مقصد کو مدّ نظر رکھکر مجلس منتظمہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور نے اپنے ایک جلسہ میں یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ چونکہ پنجاب شیعہ مشن نے سات سال کے عرصہ میں بہت سی دینی خدمات کی ہیں جن کی وجہ سے مقبول عام کا فخر حاصل کر چکا ہے - لہذا بہتر یہی ہے کہ اس کے سلسلہ کو وسیع کیا جائے اس لئے مومنین کی خدمت میں گذارش ہے کہ پنجاب شیعہ مشن کو کامیاب بنانے کے لئے مناسب ہے کہ اپنی و دیگر مومنین کی فہرست معہ نام و پتہ روانہ فرماکر خادم کو خورسند فرماویں عنقریب ہی پنجاب شیعہ مشن کے

مطبوعہ اغراض مقاصد روانہ کئے جائینگے یہ یاد رہے کہ سالانہ چندہ صرف ۸ ر اور داخلہ فیس بھی صرف ۲ ر ہوگا اہیر و بیجات میں مشن کی اشد ضرورت ہے امید ہے کہ جملہ مومنین احباب شیعہ اس کار خیر میں حصہ لے کر اجر عظیم کے مستحق ہوں گے - حکیم شیخ بہادر حسین آنریری سیکرٹری ینگمین سوسائٹی خواجگان لاہور